رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشآء

ایڈیٹر ایس محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔ (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے	تین روپے
،، ششماہی ،،	ایکروپیہ ۱۲؍
،، سالانہ سرپرستوں سے	دس روپے
،، ،، امراء سے	پانچروپے
،، ممالک غیر سے	۸ شلنگ!

جلد (۲۸) اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳؍ جون ۱۹۳۹ء مطابق ۱۴؍ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ نمبر (۵)

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنی تحریر کو غلط مان کر اسکو سچے دل سے واپس لیتے ہیں

ناظرین نور کو یاد ہوگا کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے اخبار منادی ۸ ؍ مئی کے اشو میں یہ لکھا تھا۔ کہ "ایڈیٹر نور نے جو ہندی ترجمہ قرآن مجید کا شائع کیا ہے اسکو اگر میرے ہندی ترجمہ کے سامنے رکھ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ میری محنت سے کسقدر ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے"۔ اسکے جواب میں ہم نے ۱۷ ؍ مئی کے نور میں اسکی پر زور تردید کرتے ہوئے خواجہ صاحب موصوف کو اسکے فیصلہ کیلئے چیلنج کیا تھا۔ اسکے جواب میں خواجہ صاحب موصوف کے وکیل جناب کیشب چندر صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ دہلی خواجہ صاحب موصوف کی طرف سے یہ لکھتے ہیں۔ کہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب نور قادیان۔

جناب من تسلیم! ہم اپنے مؤکل خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی ہدایت کے بموجب آپکو حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:-

ہمارے مؤکل نے آپکے اخبار نور مورخہ ۱۷؍ مئی ۱۹۳۹ء کے صفحہ اول پر جو نوٹ شائع ہوا ہے وہ بتاریخ ۲۲ ؍ ماہ حال بمقام ریاست منگرول کاٹھیاواڑ پڑھا۔ آپکے اس نوٹ کی اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے مؤکل کا شبہ غلط تھا بحیثیت مسلمان بھائی ہونے کے آپکا بیان ہمارے مؤکل کی نگاہ میں غیر مسلم لوگوں کی رائے سے زیادہ وزنی ہے اور ہمارے مؤکل آپکو سچا سمجھتے ہیں اور وہ اس معاملہ کا کسی غیر مسلم سے فیصلہ کرانا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے مؤکل اپنی تحریر کو غلط مان کر اس کو سچے دل سے واپس لیتے ہیں۔ اور یہ تحریر اخبار منادی کے روزنامچہ کے حصہ میں شائع کرنے کو بھیجتے ہیں"۔

گو اس وقت تک منادی کے پرچہ میں یہ تحریر میری نظر سے نہیں گذر سکی۔ مگر بدظنی کی کوئی وجہ نہیں۔ غالباً منادی کے آنے والے پرچہ میں یہ تحریر ضرور شائع ہو جائیگی۔ خواجہ صاحب موصوف کیلئے میرے دل میں پہلے بھی عزت تھی۔ اور اب ان کے اس "اعتراف حق" نے میرے دل میں انکی عزت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ مقدمات میں پڑنے سے میں حتی الوسع خود بھی گریز کرتا ہوں۔ میں قریباً تیس پینتیس سال سے قادیان میں رہتا ہوں۔ قادیان میں نظارت امور عامہ بھی ہے اور محکمۂ قضاء بھی جہاں مقدمات کی مفت شنوائی ہوتی ہے مگر آجتک میرا کوئی مقدمہ نہ بحیثیت مدعی اور نہ مدعا علیہ نہ تو محکمہ قضاء میں گیا اور نہ ہی امور عامہ میں۔ یہ نہیں کہ مجھے کبھی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ ہوئیں اور بہت ہوئیں مگر میں نے ہمیشہ چشم پوشی اور درگذر سے کام لیا البتہ مجھے کسی وقت بحیثیت شہر کی کمیٹی کے ممبر انچارج ہونیکے کئی ایک مقدمات میں آنا پڑا۔ اور وہ بھی سرکاری ضابطہ کو پورا کرنے کیلئے۔ ورنہ میں اپنی مرضی سے تو کسی دشمن پر بھی مقدمہ کرنیسے گریز کرتا ہوں۔ اور پھر خواجہ صاحب موصوف تو تھے ہی میرے اپنے۔ اگر میں اس مرحلہ پر مقدمہ کیلئے آمادہ ہؤا۔ تو محض اسلام کی شان اور وقار کی خاطر کیونکہ کسی قدیمی مسلمان کا بددیانت ہونا اسلام کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جتنا کہ ایک نومسلم کا۔ کیونکہ دوسری مسلمانوں کو تو اتفاق حسنہ سے یہ نعمت ملی ہے۔ مگر ایک نومسلم اسلام کو منتخب کرتا ہے اور وہ کئی ایک قربانیوں کے بعد اس نعمت عظیمہ کو پاتا ہے اس لئے جب کوئی برا فعل ایک نومسلم سے سرزد ہوگا۔ تو نہ صرف یہی کہ وہ نومسلم کی پوزیشن کو خراب کریگا۔ بلکہ اسلام پر بھی ایک خطرناک دھبہ لائے گا کیونکہ ایسی صورت میں لوگ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہونگے کہ کیا اسلام کی یہی ٹریننگ اور تعلیم ہے؟ بلاشبہ اسلام کا روشن مستقبل نومسلموں کے دیانتدار اور باوقار ہونے میں ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اسلام کے تازہ پھل نومسلم ہیں۔ لہذا ایک نومسلم کا عملی نمونہ جو دوسروں پر اچھا اثر ڈال سکتا ہے اسکے بالمقابل سینکڑوں لیکچر اور ہزاروں مناظرے ہیچ۔ اسلئے محض اسلام کی شان کو بلند کرنے کیلئے اس مرحلہ پر میرے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ میں اپنی خاطر نہیں بلکہ اسلام کی شان کو بلند کرنے کیلئے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے (کیونکہ آجکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہندی سیرت کی تکمیل پر میرا بہت وقت خرچ ہو رہا ہے) میں اس مقدمہ کی سردردی میں پڑتا مگر مجھے خوشی ہے کہ خواجہ صاحب موصوف نے عقلمندی اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے عدالت سے باہر ہی اپنی تحریر کو غلط مانتے ہوئے اور اسکو سچے دل سے واپس لیتے ہوئے اس ناگوار قضیہ کا خاتمہ کر دیا۔ اور میں اس اخلاقی جرأت کے اظہار پر اپنے معزز بھائی اور دوست جناب خواجہ صاحب موصوف کو سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں؛

(مطبع [illegible] محمد یوسف [illegible] قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

البانیہ کی بدقسمت ملکہ

تین دن کے بچے کیساتھ وطن چھوڑنا پڑا

تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جب کسی ملک کی ملکہ کا دردناک انجام ہوا۔ مگر جس قدر رنجدہ انجام البانیہ کی ملکہ گیرالڈین کا ہوا شاید ہی کسی ملکہ کا ہوا ہوگا۔ ملکہ گیرالڈین یورپ کی سب سے نوجوان اور سب سے زیادہ قبول صورت ملکہ ہے۔ جب البانیہ پر اس کے طاقتور دشمن مسولینی نے حملہ کیا۔ تو اس ۲۰ سالہ خوبصورت ملکہ کو مجبور ہو کر اپنے نوزائیدہ بچے کے ساتھ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر یونان اور استنبول کی طرف بھاگنا پڑا۔ شاہ و ملکہ البانیہ کی زندگی کے اس دردناک دور کی سب سے رنجدہ بات یہ ہے۔ کہ ان کو اس وقت نہ صرف تخت و تاج ملکہ اپنے دیش سے جلاوطن ہونا پڑا۔ جب ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کی تکمیل ہوئی۔ یعنی البانیہ کے تخت و تاج کا وارث پیدا ہوا شاہ زوغو کی دلی تمنا تھی۔ کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ اس کی تمنا آخر کار پوری ہوئی۔ اور وارث تخت و تاج پیدا ہوا۔ مگر اس وقت جب تخت و تاج ہی نہ رہا۔

داستان محبت

شادی سے پیشتر شاہ زوغو کو ایک ایسی بیوی کی تلاش تھی جو اس کی زندگی کی بہترین ساتھی بنے۔ اور البانیہ کے تخت و تاج کا وارث پیدا کر کے حکمران خاندان کی بنیاد رکھنے کی موجب بنے۔ آخر کار اس نے محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر شادی کی اور اسے گیرالڈین سے محبت بھی ہوئی تو صرف اس کی فوٹو دیکھ کر ملکہ گیرالڈین کا پورا نام گیرالڈین ریونائی ہے۔ اسے اپنی بہنوں کے ذریعے اس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ملکہ گیرالڈین ہنگری کے شاہی خاندان سے ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گیری نے ایک کلائی لاکٹ پہنا ہوا تھا۔ اور یہ اس کی دادی کی یادگار تھا جس طرح ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں عورتیں اپنے لاکٹ میں اپنے خاوند کی فوٹو رکھتی تھیں۔ اور جو کنواری لڑکیاں بیاہی جانے والی ہوتی تھیں۔ وہ لاکٹ میں اپنے عاشق کی فوٹو لٹکائے رکھتی تھیں۔ چونکہ گیرالڈین کا کوئی محبوب نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے لاکٹ میں اپنی ہی فوٹو لٹکا رکھی تھی۔

لاکٹ کی کشش

شاہ زوغو کی بہن شہزادی سعیدیہ نے گیرالڈین سے یہ لاکٹ حاصل کیا۔ اور چپ چاپ اپنے بھائی شاہ زوغو کے پاس بھیج دیا۔ لاکٹ کی فوٹو میں کچھ اس قدر کشش تھی۔ کہ شاہ زوغو کو فوراً گیرالڈین سے محبت ہو گئی۔ چنانچہ اس نے ریویریا پر اس سے ملاقات کا انتظام کیا۔ ملاقات ہونے پر شاہ زوغو نے گیرالڈین کو شادی کا پیغام دیا۔ جسے اس نے منظور کر لیا۔ چنانچہ سگائی اور شادی کی رسوم نہایت شان و شوکت سے البانیہ کے دار الخلافہ تیرانا میں انجام پائیں۔ شادی کے معاہدہ پر جن دو گواہوں نے دستخط کئے۔ اٹلی کا کاؤنٹ کیانو ان میں سے ایک تھا مگر آج وہی کاؤنٹ کیانو ہے جس نے البانیہ پر حملہ کر کے اسے اٹلی کی سلطنت میں شامل کر لیا ہے۔

کچھ شاہ زوغو کے متعلق!

زوغو ان بادشاہوں میں سے ہے جنہوں نے محض اپنے زور بازو سے تخت و تاج حاصل کیا۔ اگرچہ وہ اس قسم کے دیگر بادشاہوں کی طرح نہیں تھا۔ جو گڈریوں سے مالک تخت و تاج بنے۔ لیکن وہ شاہی خاندان سے بھی نہیں۔ ہاں وہ ایک اچھے زوغولی خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ اس کا باپ پاشا اسمٰعیل زوغو ۱۹۱۶ء میں فوت ہوا۔ اور اپنے پیچھے چھ لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ مرا۔ لڑکے کا نام احمد زوغو تھا۔ جس وقت پاشا اسمٰعیل زوغو مرا۔ اس وقت احمد زوغو کی عمر ۱۳ سال کی تھی۔ وہ قسطنطنیہ کی ملٹری اکاڈیمی میں تعلیم و تربیت کے لئے چلا گیا۔ اور جب ۱۹۱۲ء میں واپس آیا۔ تو جنگ بلقان چھڑی ہوئی تھی۔ اس نے برطانیہ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ اور خوب داد شجاعت دی۔

جب ۱۹۱۴ء میں شہزادہ ولیم آف ویڈ نے درازو پر حملہ کیا۔ اور البانیہ کا حکمران بن بیٹھا۔ تو احمد زوغو نے اس کا ساتھ دیا۔ اور اس کا پکا معتقد بن گیا۔ جنگ عظیم کے دوران میں وہ آسٹریا کی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ لیکن وی آنا سے اسے باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ خدشہ اس امر کا تھا کہ کہیں وہ البانیہ میں آزاد حکومت قائم کرنے کیلئے کوشش نہ کرے۔ جنگ عظیم کے بعد وہ جمہوریۂ البانیہ کا وزیر بنا۔ پھر اسے جلاوطن ہونا پڑا۔ اور اس کے بعد وزیر اعظم بنا۔ اور پھر پریذیڈنٹ اور آخر کار البانیہ کا تاج اپنے سر پر رکھ کر تخت نشین ہو گیا۔

کئی بار حملہ

چونکہ شاہ زوغو کو اپنے بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس لئے اسے ہمیشہ خطرۂ جان رہتا تھا۔ شاہ زوغو کے تخت نشین ہونے سے پیشتر بہت سے نواب اپنی اپنی جاگیروں کے خود مختار حکمران تھے۔ اور وہ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت و اقتدار کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے شاہ زوغو کو بھی پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا تھا۔ چنانچہ وہ محل سے بہت کم باہر نکلتا تھا۔ اور جب بھی نکلتا تھا۔ تو باڈی گارڈز کے ساتھ۔ اسے خطرہ تھا۔ کہ کہیں کوئی دشمن اس پر حملہ نہ کر دے۔ اس نے تخت شاہی پر رونق افروز ہونے سے پیشتر ان خود مختار نوابوں اور جاگیرداروں کا نظام درہم برہم کر دیا۔ لیکن جب تک ان لوگوں کا زور رہا۔ ہر وقت شاہی محل پر فوج اور مسلح پولیس کا پہرہ رہتا تھا۔ وہ کسی ایسی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ جس پر اسے پورا پورا وثوق نہ ہو۔ اسے پتہ تھا۔ کہ چپہ چپہ پر سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور اس کے دشمن اس کا خون بہانے سے نہیں چوکیں گے۔ چنانچہ کئی دفعہ اس کی جان پر حملہ بھی ہوا۔ مگر حملہ آوروں کو کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ برعکس اس کے یورپ بھر میں مشہور ہو گیا۔ کہ شاہ زوغو ناقابل تسخیر انسان ہے۔

شادی کے موقعہ پر بم

شاہ زوغو کی زندگی اس قدر خطرے میں تھی۔ کہ شادی کے موقعہ پر بھی اس پر بم پھینکنے کی کوشش کی گئی۔ جس وقت شاہ زوغو تخت البانیہ پر رونق افروز ہوا۔ تو اس وقت یورپ بھر میں صرف وہی بادشاہ تھا۔ جو کنوارا تھا۔ وہ سالہا سال تک موزوں بیوی کی تلاش میں رہا۔ شروع میں وہ اٹلی کی شہزادی گورنا سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر یہ شہزادی پروان نہ چڑھی۔ گورنا بلغاریہ کے بادشاہ بورس کی بیوی بن گئی اور شاہ زوغو کو پھر دلہن تلاش کرنی پڑی۔

اقوال زریں (۱) سچ بول۔ اپنے جذبات پر قابو رکھ اور اپنے نفس پر حکومت کرتا رہ۔ (۲) زیور علم سے اپنا دماغ آراستہ کرنے اور اعلیٰ اخلاق سے اپنا نفس سنوارنے میں جان توڑ محنت اور کوشش کر۔ نفس کے سدھار میں ہی سکھ ہے۔ (۳) افراط و تفریط سے دور رہ کر اعتدال کی راہ پر چل ہمیشہ غیور اور باہمت رہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سکھ اور مسلمان

ایک دوست کوئٹہ سے لکھتے ہیں۔ کہ اس جگہ ایک سوسائٹی قائم ہے۔ جو ہر ایک مذہبی تیوہار پر مسلمانوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیتی رہتی ہے اور اس کا مقصد آپس میں اتحاد اور صلح پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ اس سوسائٹی میں ہر مذہب کے پیرو کو شامل ہونے کی اجازت ہے۔ اور عموماً اس کے ممبر مسلمانوں کے تیوہاروں میں بھی شمولیت اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اور کوئی تعصب وغیرہ کا مادہ نہیں پایا جاتا۔ جو نہایت ہی پسندیدہ بات ہے۔ ۱۲ رمئی کو گرو ارجن دیو صاحب کی وفات کے دن کو منانے کے لئے سکھوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کو بھی دعوت دی گئی ہے۔ کہ ہم بھی ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مقامی امیر جماعت نے اس کام کے لئے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے متعلق تیاری کروں۔ ایسے موقعہ سے فائدہ اٹھانا ازبس ضروری ہے۔ مگر اب مشکل یہ ہے کہ اس جگہ کوئی بھی ایسے صاحب نہیں جن کو گرو ارجن دیو صاحب کی زندگی کے حالات کا علم ہو اس لئے بڑے غور وخوض کے بعد فیصلہ ہوا کہ آپ کو سکھ لٹریچر سے ہر طرح کی واقفیت ہے سو اس لئے آپ سے درخواست کی جائے۔ کہ آپ ہمیں کچھ معلومات بہم پہنچائیں۔ یہ مضمون اس قدر ہو کہ جو بیندرہ منٹ میں پڑھا جا سکے۔ اور بیندرہ تاریخ تک پہنچ بھی جائے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنے علم اور واقفیت سے نہ صرف ہمیں بلکہ سکھ صاحبان کو بھی مستفید فرمائیں گے اور انکار کی صورت میں جواب نہ دیں گے۔ کیونکہ مجھے اور جماعت کو آپ کے اخلاق سے ہرگز اس کی امید نہیں۔"

جن دنوں مجھے یہ خط ملا میں بیمار تھا۔ تاہم میں نے "سکھ مسلم اتحاد" نامی اپنی بہترین تصنیف انہیں مفت بھیجدی۔ کہ اس میں یہ صاحب اس غرض کے لئے کافی مواد پا سکتے ہیں۔ گورو ارجن دیو جی مہاراج کی شخصیت اپنے اندر بڑی خوبیاں رکھتی ہے۔ چندو لال کے مظالم کے مقابلہ میں جس صبر۔ بردباری و سنتو کھ کا ثبوت دیا۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ دنیا میں ایسی صبر اور بردباری کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ اگر کسی نے یہ دیکھنا ہو کہ جان جائے پر آن نہ جائے۔ تو وہ کافی حد تک گورو ارجن دیو جی کی زندگی میں دیکھ سکتا ہے۔ پھر گورو صاحب موصوف کی زندگی اور شخصیت سکھ مسلم اتحاد کی بانی ہے۔ اگر ان کے بعد بھی یہ سپرٹ یا ذہنیت سکھوں اور مسلمانوں میں قائم رہتی۔ تو اس وقت سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے۔ امرتسر کا دربار صاحب سکھوں میں وہی پوزیشن رکھتا ہے۔ جو مسلمانوں کے ہاں مکہ معظمہ کی ہے۔ اس مقدس معبد کا بنیادی پتھر رکھنے کے لئے اگر شری گورو ارجن دیو جی مہاراج کی کسی مقدس وجود پر نظر پڑی۔ تو وہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مبارک تھا۔ شری گورو گرنتھ صاحب جس صورت میں اس وقت ہم لوگوں کے سامنے ہے اس کی ترتیب میں بہت حد تک شری گورو ارجن دیو جی مہاراج کا ہاتھ ہے۔ اور اس مقدس گرنتھ میں شری گورو ارجن دیو جی مہاراج نے مسلمان صوفیائے کرام اور فقراء کے کلام کو جو نمایاں جگہ دی ہے وہ رہتی دنیا تک سکھ مسلم اتحاد کیلئے راہنمائی کا موجب رہیگی۔ اور پھر اس گورو صاحب کا کلام اپنے اندر جو سوز و گداز۔ اور پریم بھگتی اور جذبہ رکھتا ہے۔ اسے سکھ منی صاحب کا پاٹھ کرنے والے بہتر جانتے ہیں۔ بہر حال اس قسم کی سوسائٹیاں بلاشبہ ہندوستان کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے کو بہت قریب لانے والی ہیں۔ کیونکہ دنیا میں جس قدر تنفر آزردگی اور کشیدگی ہے۔ وہ بہت حد تک ایک دوسرے سے بیگانگی کا نتیجہ ہے اور ایسی سوسائٹیاں ایک دوسرے کو قریب لانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ سکھ صاحبان اور مسلمان جس قدر توحید کے حامی ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

شری گورو گرنتھ صاحب کا توحید کی حمایت میں یہ کلام اپنی نظیر آپ ہے ؎

کبیر سپنے ہوں بڑ رائے کہ جہیں مکھ نکسے رام
تا نکے پگ کی پا ہنی میرے تن کو چام

مطلب۔ اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے خدا کا نام نکلے۔ تو میں اس پر سو سو طرح قربان۔ اگر میرے چمڑے کی ایسے وجود کی جوتیاں بن سکیں۔ تو یہ عین میری خوش قسمتی ہوگی۔ قرآن شریف کی جو پہلی سورت ہے۔ میں اس کا ترجمہ ٹھیٹھ ہندی میں دیتا ہوں۔ تا کہ سکھ اور ہندو صاحبان معلوم کر سکیں۔ کہ قرآن کریم میں توحید کی کتنی عظمت ہے۔

"آر نبھ پرماتما کے نام سے جو اتینت دیالو اور کرپالو ہے۔ سرپرکار کی استتی کی یوگ پرماتما ہی ہے جو سرو سنسار کا پرنت پالک اتینت کرپالو اور دیالو ہے اور جزا اور سزا کے دن کا سوامی ہے۔ پربھو ہم تیرا ہی سمرن کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی سہائتا مانگتے ہیں تو ہم کو دھرم کا سیدھا مارگ دکھا۔ ان پرشوں کا مارگ جن پر تو نے اپنی کرپا کی نہ ان کا جن پر تیرا کرودھ ہوا۔ اور نہ تجھ سے بےمکھوں کا۔"

اب غور کرلو کہ توحید کے نقطہ خیال سے سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے کس قدر قریب بلکہ قریب تر ہیں۔ صرف توحید ہی نہیں بلکہ اور کئی ایک امور میں سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔ مثلاً مذہبی پاکیزگی کے لئے جیسے نماز سے قبل مسلمانوں کے ہاں وضو کرنا نہایت ضروری ہے۔ ایسے ہی سکھ صاحبان کے ہاں "نراہ راس" یا شری گرنتھ صاحب کے پاٹھ کے قبل پنج اشنانہ ضروری ہے پنج اشنانہ کیا ہے۔ منہ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کا دھونا بالکل وضو سے ملتی جلتی صورت ہے۔ اب آئیے طریق دعا کو دیکھیں۔ ..... جس طرح ایک بزرگ ہستی مسلمانوں میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتی ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے جاتے ہیں۔ اسی طرح سکھ صاحبان کے ہاں بھی ایک واجب الاحترام شخصیت کھڑی ہو کر خدا کے حضور ہاتھ جوڑ کر باواز بلند دعا کرتی ہے اور دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو کر خاموشی سے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے جاتے ہیں۔ سفر سے روانگی سے قبل مسلمانوں کے ہاں دعا کا دستور ہے۔ اور یہی طریق سکھ صاحبان کے ہاں بھی رائج ہے جسے وہ اپنی اصطلاح میں "ارداس سودھنا" (دعا کرنا) کہتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے ہاں سفر پر روانگی سے قبل جب ایک سے زیادہ آدمی ہوں۔ تو ایک کو امیر بنایا جاتا ہے۔ یہی صورت سکھ بھائیوں میں بھی رائج ہے۔ جسے وہ اپنی اصطلاح میں جتھہ دار کہتے ہیں۔ تمباکو نوشی اسلام میں بھی منع ہے اور سکھوں میں بھی سخت ممانعت ہے۔ سکھ صاحبان کے ہاں جس طرح کیس داڑھی (؟) ... "نرتلواں" کا رکھنا ضروری ہے۔ ایسے ہی قرآن حمید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی یہ ارشاد ہے۔ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ (پارہ ۵ رکوع ۱۱) (یعنی اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھو۔) پھر جس طرح مسلمانوں کے ہاں ملی جذبہ اور مساواتی روح کو قائم رکھنے کے لئے اکٹھے مل کر کھانے کا رواج ہے۔ یہی دستور ایک حد تک سکھ صاحبان میں بھی ہے۔ کیونکہ جب سکھ صاحبان کے ہاں امرت پان کرنے کی رسم ادا ہوتی ہے۔ تو جس قدر امرت چکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان سب کو ایک ہی باٹا (برتن) میں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوہ) کھلایا جاتا ہے۔ اور انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے۔ کہ آج سے تم بھائی بھائی ہو۔ غرضیکہ ہم اگر ذرا غور سے کام لیں۔ تو کیا تمدنی جہت سے اور کیا روحانی نوعیت سے بہت سی باتیں سکھوں اور مسلمانوں کی باہم ملتی جلتی ہیں۔ جو سکھ مسلم اتحاد کیلئے بہت مفید ہو سکتی اور ایک دوسرے کے قریب لا سکتی ہیں۔ بلاشبہ ایسی سوسائٹیاں اہل ہند کیلئے بہت مفید ہیں جہاں ایک دوسرے کے بزرگوں اور مذاہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ اگر ایسی سوسائٹیاں ہندوستان میں جگہ بہ جگہ قائم ہو سکیں۔ تو یقیناً مختلف مذاہب کے پیرو ایک دوسرے کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔ اور اس موجودہ بے اطمینانی اور کشیدگی کا بہت حد تک سدِ باب ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات نہ صرف روحانی نقطۂ خیال سے ہی بہت مفید ہے۔ بلکہ سیاسی جہت سے بھی۔ کیونکہ حقیقی معنوں میں ہندوستان کو سوراج اسی وقت نصیب ہو سکتا ہے جب ہندوستان کے مختلف مذاہب کے پیروؤں میں باہمی اتحاد ہو۔ اور یہ سوراج کا رتھ ہندو مسلم دو پہیوں پر ہی چل سکتا ہے۔ مجھے رہ رہ کر ان ہندو صاحبان کی ذہنیت پر تعجب آتا ہے۔ جو مسلمانوں کے متعلق ایک یا دوسرا خیال رکھتے اور بعض اوقات بڑا بول بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس وقت ہندوستان میں قریباً نو کروڑ مسلمان ہیں اور مسلمان وہ قوم ہے جس کا ماضی بہت شاندار رہا اور ان نو کروڑ افراد نے ہندوستان کو اپنا ملک بنا لیا تھا اور ان کی جڑیں پاتال تک پہنچ چکی ہیں۔ اب انہیں کون طاقت ہندوستان سے بیگانہ کر سکتی ہیں۔ ایسے جذبہ کے اظہار کا اگر کوئی وقت تھا۔ تو وہ وقت تھا جب مسلمان چند افراد کی تعداد میں ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ نہ یہ کہ جب یہ نو کروڑ کی تعداد میں ہیں اللہ تعالیٰ ہندو بھائیوں کو سمجھ دے تاکہ ہم ہندوستان کے مستقبل کو شاندار بنا سکیں۔

شذرات

سکھ اور آریہ ایجی ٹیشن!

مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ آریوں کی حیدر آبادی ایجی ٹیشن میں کہیں کہیں بھولے بھالے سکھ بھی ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں۔ حیدر آباد میں سکھوں کا ایک بڑا بھاری گوردوارہ ابچل نگر یا حضور صاحب کے نام سے ہے۔ اس گوردوارے کو حضور نظام کی طرف سے قریباً ایک لاکھ کی جاگیر ہے اتنی بڑی جاگیر اور تو اور کسی سکھ ریاست میں بھی کسی سکھ گوردوارہ کے نام نہ ہوگی۔ کیا ایسی فیاض اور بہترین روادار ریاست کے برخلاف قدم اٹھانا دور اندیشی یا مستحسن فعل کہا جا سکتا ہے...... سکھ صاحبان کو اس بات پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ وہ آریہ جن کی خاطر یہ سب سے بڑی اسلامی ریاست کے برخلاف قدم اٹھا کر مسلمانوں سے بگاڑ رہے ہیں۔ ان آریوں کے گورو سوامی دیانند صاحب نے اپنی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش میں شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے متعلق کیسے تکلیف دہ ریمارک کئے ہیں جبکہ مسلمان شری گورو نانک جی مہاراج کو اپنا واجب الاحترام بزرگ سمجھتے ہیں سکھوں کو چاہیئے کہ وہ آریہ صاحبان سے یہ مطالبہ کریں۔ کہ کم از کم آریہ ستیارتھ پرکاش سے شری گورو نانک صاحب کے متعلق وہ ریمارک خارج کر دیں۔ جس صورت میں وہ یہ ریمارک خارج کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو اب سکھوں کو اپنے غیور دل سے یہ فتویٰ لینا چاہیئے۔ کہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ جو ان کے گورو صاحب کی غیر معمولی عزت کرتے ہیں اور اپنا واجب الاحترام بزرگ سمجھتے ہیں۔ یا ان لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ جو گورو صاحب کی شان میں سوء ادبی سے کام لیتے ہیں

سکھ اور فارسی

مہاراجہ رنجیت سنگھ آنجہانی نے ٹکسال میں جو روپیہ تیار کروایا تھا۔ اس پر یہ فارسی شعر درج تھا ؎

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بے درنگ
یافت از نانک گرو گوبند سنگھ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت میں سکھ صاحبان کو فارسی سے کس قدر لگاؤ تھا۔ اور ہوتا بھی کیوں نہ جبکہ شری گورو نانک صاحب اور شری گرو گوبند سنگھ صاحب کے اشعار فارسی زبان میں آدی اور دسم گرنتھ میں موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ معزز گورو صاحبان کو زبان فارسی سے کس قدر انس تھا۔

اس کا عملی ثبوت چاہیئے

لالہ دیوی چند صدر دیانند سالویشن مشن نے ۱۳ مئی کو آریہ سماج مندر لوہ گڑھ امرتسر میں حیدر آباد ستیہ گرہ کے ضمن میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کسی ہندو ریاست میں بتاؤ۔ کہ مسلمانوں پر پابندیاں عاید ہوں۔ انہیں نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو مذہبی رسوم ادا کرنے کی ممانعت ہو۔ اگر کہیں ہو تو بتاؤ آریہ سماج سب سے پہلے وہاں ستیہ گرہ کر کے مسلمانوں کی مذہبی آزادی کیلئے لڑے گا۔ کسی ہندو ریاست کا معاملہ تو دور کی بات ہے۔ خود مقرر صاحب کے پڑوس میں سکھوں کے کئی گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو اذان تک دینے کی اجازت نہیں۔ خدا کی عبادت کیلئے مسجدیں وہ نہیں بنا سکتے۔ لہٰذا لالہ دیوی چند صاحب کا یہ فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے مسلمانوں کی اذان سے یہ سراسر ناواجب پابندیاں جو اپنی سختی کے لحاظ سے دور تک پہنچی ہوئی ہیں کو دور کرنے کے لئے ستیہ گرہ کریں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ لالہ صاحب کا قول اور فعل یکساں ہے۔ ورنہ سٹیج پر کھڑے ہو کر ایک یا دوسرے جذبہ کے ماتحت بڑا بول بول دینا اور بات ہے۔ مگر عملی رنگ میں اس پر پورا اترنا دوسری بات ہے

نور کے خریدار توجہ سے پڑھیں

جن خریداروں کا چندہ اخبار نور ختم تھا بجائے ۲۴ نمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے کے ۲۸ نمبر دینے کے بعد ۱۷ مئی کے پرچہ میں انہیں اطلاع دی گئی تھی۔ کہ یکم جون کو ان کے نام وی پی ہونگے۔ لہذا ان دوستوں کے نام بموجب اطلاع وی پی کئے گئے ہیں۔ اب ان دوستوں کا وی پی کو وصول کرنا اخلاقی فرض ہے۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کر رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے دور کیوں جاؤ۔ اسی اخبار کا لیڈر "سکھ اور مسلمان" ملاحظہ فرماؤ۔ یہ لیڈر سکھوں کو قریب لانے کے لئے کسقدر مفید ہے اگر آپ اس کا اندازہ نہ لگا سکیں۔ تو کسی تعلیم یافتہ سکھ دوست کو پڑھنے کے لئے دیجئے۔ اور اس کے بعد اس کی رائے معلوم کیجئے۔ پھر آپ کو اس مضمون کی قدر معلوم ہو سکے گی۔ مجھے گلہ ہے کہ میرے بھائیوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ ورنہ اگر وہ ساتھ دیتے۔ تو یقیناً اس وقت کم از کم پنجاب میں غیر مسلموں میں تبلیغی فضاء کو بہت حد تک خوشگوار پاتے۔ میرا ساتھ نہ دے کر میرے دوستوں نے میرا تو کچھ نقصان نہیں کیا خدا نے میرے لئے اس سے بہتر صورت پیدا کر دی۔ مگر یقیناً انہوں نے ایسا کر کے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بہت دھکا لگایا۔

مجھے قوی امید ہے کہ پندرہ روز قبل اطلاع دینے کے بعد جن دوستوں کے نام نور کے وی پی کئے گئے ہیں۔ وہ وصول فرما کر اپنے اخلاقی اور مذہبی فرض کو ادا کریں گے۔ کیونکہ پندرہ روز پیشتر اطلاع پانے کے وی پی کا واپس کرنا ایک عام آدمی کی شان سے بھی بعید ہے پھر ایک مومن سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے۔

ڈکٹیٹروں کی تلخ زندگی

معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی کی جان لینے کے لئے نو بار حملہ کیا جا چکا ہے۔ اخیری حملہ کے متعلق خود مسولینی نے کہا کہ یہ بے وقوف اپنا وقت یونہی ضائع کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مسولینی ہر وقت فولاد کی قمیص پہنے رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کھانے میں اتنا محتاط رہتا ہے۔ اگر انگور بھی سامنے رکھے جاتے ہیں۔ تو پہلے سے ہر ایک دانہ کو خاص آدمی پہلے چکھ لیتا ہے کہ کہیں انگوروں میں کسی نے زہر نہ ملا دیا ہو۔" (ہند وہمدر ملیح)

یہ تلخ زندگی کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ دراصل یہ سب ڈکٹیٹروں کے مظالم کے نتائج ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دوسروں کی زندگی تلخ کی۔ اب خود ان کی زندگی بھی تلخ ہو رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہندی سیرت

میں سولہ دن کے بعد ایک لمبے سفر سے واپس آیا۔ جب سے آیا ہوں۔ بیمار ہوں۔۔۔۔۔۔ گو اسوقت طبیعت نسبتاً اچھی ہے مگر ابھی تک کلی صحت نہیں ہوئی۔ دوست دعا کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ جلد سے جلد صحت کلی عطا فرمائے زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہندی سیرت کا مسودہ بالکل تیار ہے مگر روپیہ کے نہ ہونے سے میں اس وقت تک اس مسودہ کو مطبع میں نہیں بھیج سکا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ دل میں یہ بڑی خواہش ہے کہ یہ ہندی سیرت جلد سے جلد چھپ کر ہندو پبلک کے ہاتھ میں پہنچ سکے ہندوؤں کے لئے اس سیرت کی جس قدر اشد ضرورت ہے وہ اظہر من الشمس ہے بعض اوقات جو کبھی کبھی بعض ناواقف اور غلطی خوردہ ہندوؤں کی طرف سے ایک یا دوسرے رنگ میں دنیا کے اس محسن اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے اس کے ازالہ کی ایک ہی بہترین صورت ہے وہ یہ کہ ہم ہندو پبلک کو سرور کونین صلعم کے اسوۂ حسنہ اور اخلاق کریمانہ کو خود انہیں کی پیاری زبان یعنی ہندی میں آگاہ کر سکیں۔ اپنی زبان سے جو قدرتی انس ہوتا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ یہ قابل غور بات ہے کہ قرآن مجید کے گورمکھی اور ہندی تراجم جن پر گھر کی لاگت کسی صورت میں پانچ روپے سے کم نہیں۔ میں ایک روپیہ چار آنے سے لے کر دو روپے کو دے رہا ہوں۔ اور اکثر حالتوں میں سکھوں اور ہندوؤں کو مفت۔ ایسے ہی گورمکھی سیرت جس پر گھر کی لاگت کسی صورت میں ایک روپیہ چار آنے سے کم نہیں۔ وہ میں آٹھ آنے فی کاپی دے رہا ہوں۔ اور اکثر حالتوں میں سکھوں کو مفت بھی۔ اور یہی صورت ہندی سیرت کیلئے ہے میں اس لٹریچر میں کوئی نفع لینا نہیں چاہتا۔ نفع تو دور کی بات ہے میں انہیں اصل لاگت سے بھی بہت کم قیمت پر دے رہا ہوں۔ غرض تو یہ ہے۔ کہ یہ مفید لٹریچر وسیع پیمانہ پر غیر مذاہب کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے تبلیغ کے اس ٹھوس کام کی طرف بہت کم توجہ دی۔ اگر وہ کچھ بھی توجہ دیتے تو اس وقت ہندوستان میں غیر مسلموں میں تبلیغی فضاء کو بدلا ہوا پاتے۔ مجھے اس مفید لٹریچر کی تکمیل کے لئے سالہا سال تک روزانہ پندرہ پندرہ گھنٹے محنت کرنی پڑی۔ میری صحت قابل رشک تھی مگر لگاتار کئی سالوں کی اس محنت شاقہ نے میری صحت کو بہت ہی کمزور کر دیا۔ اور میں ذیابیطس جیسے خطرناک روگ میں مبتلاء ہو چکا ہوں۔ مگر مجھے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں جس اہم کام کا میں نے بیڑا اٹھایا تھا۔ اور جسے اقوام کی مشترکہ طاقت اور تو اور بادشاہوں کو بھی توفیق نہ ملی ایک بے زر بے در۔ بے پر انسان۔ جس کے راستہ میں قدم قدم پر خطرناک روکیں تھیں نے خدا کے کرم سے اس کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھدیا۔ جسے دنیا دیکھ کر عش عش کر اٹھی ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم ورنہ من آنم کہ من دانم۔ دوست دعا کریں۔ کہ خداوند تعالیٰ مجھے اس سے بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق بخشے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر فی زمانتا تبلیغ سے بڑھ کر اور کوئی نیکی نہیں اور بلاشبہ یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

یہ کتاب تبلیغ کے لئے شمع ہدایت ہے

جناب محبوب خان صاحب ڈی ایس سی بردلی دہولپور ریاست سے لکھتے ہیں۔ کہ مکرم بندہ جناب مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی کتاب "حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب" کا مطالعہ کیا۔ واقعی آپ نے اس کتاب کی تصنیف میں سکھ مذہب کی کتابوں پر خوب عرق ریزی کی ہے۔ بیشک یہ کتاب اس زمانہ میں سکھ مذہب میں تبلیغ کے لئے شمع ہدایت کا کام دے سکتی ہے۔ اگر صاحب دل مسلمان اس طرف توجہ کریں۔ تو یقیناً اس کتاب کی اشاعت انقلاب عظیم پیدا کر سکتی ہے۔ اللہ آپ کا مددگار ہو۔" یہ کتاب حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ کا مذہب نامی اس قدر مقبول ہوئی کہ ہندوستان کے بیسیوں چوٹی کے اخبارات نے اس پر بہت زبردست تبصرہ کیا۔ اور خود سر فضل حسین مرحوم نے اس کتاب کو بے حد پسند فرمایا۔ اگر اہل درد مسلمان اس طرف توجہ کرتے۔ اور اس کتاب کی اچھے پیمانہ پر اشاعت کر سکتے تو یقیناً تبلیغی نقطہ خیال سے اسوقت تک کم از کم پنجاب کی فضاء میں بہت تبدیلی آ چکی ہوتی۔ میرا منشاء اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈلف ہٹلر

جب وہ بھیک مانگا کرتا تھا

ایڈلف ہٹلر کے متعلق یہ ایک بالکل نئی اور عجیب و غریب داستان ہے۔ یہ کہانی ایک کتاب سے لی گئی ہے جو حال ہی میں امریکہ میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کا مصنف اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس نے یہ کتاب لکھی۔ اگرچہ نازیوں نے اس کتاب کے مصنف کو ہمیشہ کے لئے چپ کرا دیا مگر اس کی کتاب کو صفحہ ہستی سے نہ مٹا سکے۔ اس کتاب کا مسودہ کسی نہ کسی طرح امریکہ پہنچ گیا۔ اور اب وہاں ہی یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے دنیا کو بتایا ہے کہ ایک وقت تھا جب ایڈلف ہٹلر ایک ایک پائی کو محتاج تھا وہ اپنی روٹی کیلئے بھیک تک مانگتا تھا۔ اور تھیئٹروں کے اشتہار لکھ کر اور سائن بورڈ وغیرہ بنا کر تانبے کے چند سکے حاصل کرتا۔ اور اس طرح پیٹ کا دوزخ بھرتا۔ اس کے پاس آسٹریا کی شدت کی سردی سے اپنے جسم کو بچانے کیلئے اور کوٹ تک نہیں تھا اور مفت لنگر سے کھانا کھانے کیلئے وہ اڑھائی گھنٹے پیدل چل کر جاتا تھا مگر اب ہٹلر نہیں چاہتا کہ لوگوں کو اس کا حسب نسب معلوم ہو اور تمام لوگ جن کو اس کے ابتدائی حالات معلوم نہیں۔ اس کے متعلق حقیقی حالات جان کر اسے حقیر متصور نہ کرنے لگیں۔ اس وقت جبکہ ہٹلر ساری دنیا کو اپنی دھمکیوں سے لرزہ براندام کر رہا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اسے کہہ سکے "میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اب تو "ہیرو" بنا پھرتا ہے۔ مگر وہ دن تمہیں یاد نہیں جب تم اصطبلوں میں پڑ کر رات بسر کرتے تھے"۔

وہ ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ آٹھ کروڑ جرمنوں کا نجات دہندہ کہلاتا ہے۔

جس شخص نے یہ کتاب لکھی اس کی موت آسٹریا کے ایک جیل خانہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں اسے دی آنا میں اینٹی نازی سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ وہ اپنی کتاب کا مسودہ ایک پبلشر کے پاس فروخت کرنے کی کوشش کر رہا تھا نازیوں کو اس کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے اسے دھر گھسیٹا چنانچہ وہ جیل خانے میں سڑتا رہا۔ تاوقتیکہ فرشتہ اجل نے آکر اسے رہائی نہ دلائی۔ حکام جیل نے اعلان کیا۔ کہ اس کی موت پلورسی سے ہوئی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی موت سیسے کے زہر سے ہوئی۔ یہی کچھ ہے جو امریکہ کے لوگوں کو رین ہولڈ ہنش (کتاب کے مصنف) کے متعلق معلوم ہے۔ مگر اس کی جوانی کی چند باتیں بھی انہیں معلوم ہیں۔

رین ہولڈ ہنش ہٹلر کا بچپن کا ساتھی تھا۔ دونوں ایک میونسپل ہوسٹل میں رہتے تھے۔ جو غریبوں کے لئے بنایا گیا تھا۔

رین ہولڈ ہنش ہی تھا جس نے ہٹلر کو ان دنوں کھانے پینے کے لئے دیا۔ اور اسے سینماؤں کے اشتہار وغیرہ لکھنے کے لئے کر دیئے ۱۹۰۴ء میں دی آنا کی یہ حالت نہ تھی۔ جو آجکل ہے۔ ان دنوں اس شہر میں عیش و نشاط کی محفلیں گرم رہتی تھیں۔ رقص و سرود کے جلسے جمے رہتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مفلسی بھی تھی۔ نہایت دردناک مفلسی۔

رین ہولڈ ہنش جرمن نژاد تھا۔ وہ دراصل سوڈیٹن لینڈ کا باشندہ تھا۔ اور وی آنا میں تلاش روزگار میں آیا تھا وی آنا پہنچ کر وہ فوراً اس جگہ جا پہنچا۔ جہاں غریبوں۔ محتاجوں اور بے کاروں کیلئے سرکار کی طرف سے رہائش کا مفت انتظام تھا۔ اور جس جگہ اس قماش کے بہت سے آوارہ وطن اور بے کار لوگ بیٹھے اس بات کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ انہیں سرکاری لنگر سے کھانے پینے کیلئے کچھ مل جائے۔

آخر کار لنگر خانے کا دروازہ کھلا۔ اور تمام بے کار اور فاقہ کش مرد عورتیں اور بچے لنگر خانے کے اندر داخل ہوئے۔ رین ہولڈ ہنش نے دیکھا کہ اس کے قریب ہی ایک بیس سالہ نوجوان پژمردہ چہرہ لئے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہنش نے اس کی طرف دیکھا۔ تو وہ بولا "مجھے چار پانچ روز سے کھانے کو کچھ نہیں ملا"۔ ہنش نے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟" نوجوان بولا۔ "ایڈلف ہٹلر"

اس کے بعد دونوں مل کر اندر گئے۔ وہاں سب کو نہلایا گیا۔ ان کے پھٹے پرانے کپڑوں کو ڈس انفکٹ کیا گیا۔ اور پھر انہیں ایک ایک پیالہ شوربے کا اور دو دو روٹیاں ملیں۔ ازاں بعد سب کو غریب خانے میں بھیج دیا گیا۔ ہنش اور ہٹلر کو ایک ہی کمرہ ملا۔ دونوں اسی میں رہنے لگے۔ دونوں کے حصے میں ایک ایک کھاٹ اور دو دو گرم کمبل آئے۔

یہ تھی ابتدائی حالت جرمنی کے ہونے والے ڈکٹیٹر اور امن عالم کے لئے سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہونے والے آدمی کی غریب خانے میں پہنچ کر ہٹلر نے اپنی داستان غم سنائی اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا۔ کہ وہ کئی راتیں پبلک پارکوں کے بنچوں اور دوکانوں کے تھڑوں پر گزار چکا ہے۔ پولیس اسے آوارہ گرد سمجھ کر وہاں سے اٹھا دیتی تھی اور ساتھ ہی اسے گرفتاری کی دھمکی بھی دیجاتی تھی۔ وہ اس زندگی سے سخت تنگ آ گیا تھا چلتے چلتے اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ وہ کمزور اور بیمار معلوم ہوتا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹ چکے تھے۔ اور اس کے پاس نئے کپڑے خریدنے کے لئے ایک کوڑی تک نہ تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ "بتاؤ ان حالات میں میں کیا کروں"۔

اس کے چند ساتھیوں نے اسے بتایا۔ کہ وہ فلاں سرائے میں چلا جائے۔ جہاں غریبوں کو مفت دال روٹی ملتی ہے وہاں اسے بھی مل جایا کریگی۔ چنانچہ اب ہٹلر کا یہ معمول ہو گیا کہ وہ ہر روز دو اڑھائی گھنٹے سفر کر کے یہ دال روٹی حاصل کرنے وہاں جایا کرتا تھا۔ ہنش بھی وہاں سے ہی کھانا کھاتا تھا۔ چنانچہ پہلے دن وہ ہٹلر کو بھی اپنے ساتھ لے گیا راستے میں ہٹلر نے اسے اپنی داستان سنائی اس نے کہا۔

"میں پینٹر تھا۔ میرا باپ محکمہ کسٹم میں ملازم تھا۔ میں آرٹسٹ بننا چاہتا تھا۔ اس لئے لینز میں جا کر پینٹری کا کام کرنے لگا۔ مگر میری بنی ہوئی تصویریں کوئی نہیں لیتا تھا۔ میرے لئے کرایہ مکان ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ اس لئے مالک مکان نے مجھے نکال باہر کیا۔ میں ایک معمولی سے ہوٹل میں روٹی کھایا کرتا تھا۔ مگر جب میری پونجی بالکل ختم ہو گئی۔ تو میں

ڈکٹیٹر جرمنی کی زندگی کے وہ حالات جو اب تک صیغہ راز میں رہے

ہٹلر نے اپنی کتاب "میری جدوجہد" میں وہ تمام حالات تو بتا دیئے ہیں۔ جو جنگ عظیم سے بعد کے ہیں اور جب سے وہ جرمنی میں برسر اقتدار آیا ہے۔ مگر اس کی ابتدائی زندگی کے حالات پر آج تک پردہ پڑا ہوا تھا۔ جسے اس کے ایک ساتھی ہنش نے اٹھایا ہے۔ یہ حالات کس قدر عجیب و غریب ہیں ناظرین "نور" پڑھیں گے اور حیران رہ جائیں گے ✦ ✦ ✦ ✦ !!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے ہوٹل کو بھی خیرباد کہدیا۔ اس کے بعد مجھ پر فاقے گزرنے لگے۔ میں بھیک مانگنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے ایک دو جگہ بھیک مانگنے کی کوشش کی۔ میں نے شراب کے نشے میں بدمست ایک آدمی کے سامنے دست سوال دراز کیا۔ تو اس نے مجھے دھمکایا اور گالیاں دیں۔"

"اب میں کیا کروں"۔ اس نے انتہائی یاس کے عالم میں ہنش سے پوچھا۔ مگر ہنش بھی اس وقت اسے کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ آج پچاس سال کی عمر میں ہٹلر جس زور و شور سے گرجتا ہے۔ وہ گرج ان دنوں جبکہ وہ بیس سال کا نوخیز نوجوان تھا۔ بالکل مفقود تھی۔ یہاں تک کہ اس کو اپنے اوپر بھروسہ تک نہیں تھا۔ وہ انتہائی مایوسی کے عالم میں بالکل بے دست و پا دنیا اور دنیا والوں کے رحم پر تھا۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان دنوں وی آنا رقص و سرود اور عیش و نشاط کی محفلوں کے لئے یورپ بھر میں مشہور تھا۔ اور جب امیر اور متمول گھرانوں کی عورتیں ناچ گھروں میں جانے کیلئے اپنی فٹنوں پر نکلتیں۔ تو یہ آوارہ گرد اور بیکار آدمی ان کی بگھیوں کے گرد جمع ہو جاتے۔ اور بھیک کے لئے ہاتھ پھیلایا کرتے تھے۔ اور جب یہ لوگ اپنے غریب خانے میں واپس آتے تو متمول عورتوں کی فیاضی کے چرچے کیا کرتے تھے۔

جرمنی کے متعلق تمام واقفیت ہنش نے ہی ہٹلر کو دی۔ وہ اس سے پیشتر کبھی جرمنی نہیں گیا تھا۔ جب اسے جرمن قوم کے عظیم الشان کارناموں کی داستانیں سنائی جاتیں تو اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو جاتی تھی۔ اس نے پہلی مرتبہ بسمارک کا یہ گیت سنا۔

ہم جرمن لوگ صرف اس خدا سے ڈرتے ہیں
جو ہم سب کے سروں پر ہے
سطح زمین پر ہمیں کسی کا بھی ڈر نہیں!

غالباً اسی ایک گیت نے ہی ہٹلر کے سینے میں جرمنی کی محبت موجزن کی۔ اور آج وہ جرمنی کا مالک کل بن کر دنیا بھر کیلئے خطرہ بنا ہوا ہے۔

ہٹلر نے ریلوے سٹیشن پر قلی بن کر چند پیسے کمانے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ مسافروں کو اس بات کی ترغیب ہی نہ دے سکتا تھا۔ کہ وہ اس سے اپنا اسباب اٹھوائیں۔ ہٹلر کو جو دال دلیا ملتا اسی پر ہی وہ قناعت کرتا تھا۔ لیکن جب سردی کا موسم آ گیا۔ تو اسے سخت مصیبت پیش آئی۔

عام طور پر ہٹلر آسٹریا کے سیاسیات پر تقریریں کرتا تھا۔ عام طور پر وہ تقریریں کرتا ہوا ٹی سکوئر جس سے وہ ڈرائینگ کیا کرتا تھا۔ ہوا میں لہرایا کرتا تھا۔ جب کرسچین سوشلسٹ پارٹی کا لیڈر ڈاکٹر لیوجر مر گیا۔ تو اس پر یہ جھگڑا شروع ہوا۔ کہ اب اس کی جگہ کون لیڈر بنے ہٹلر نے ڈاکٹر لیوجر کو ایک ہیرو بنا دیا تھا۔ وہ اپنی تقریروں میں کہا کرتا تھا۔ کہ ڈاکٹر لیوجر ایک بڑا بھاری ہیرو اور محب وطن تھا۔ اب ہٹلر نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک نئی پارٹی بنائی جائے۔ اور اس کی زبردست تنظیم کی جائے۔ چنانچہ اس نے ان طلباء کو جنہیں ڈاکٹر لیوجر منتظم کر گیا تھا۔ ایک پارٹی میں منسلک کرنا شروع کیا۔ ایک دفعہ ہٹلر نے ایک فلم THE TUNNEL دیکھی۔ اس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ایک شخص جو ایک سرنگ کے اندر تقریر کرتا ہے ایک بڑا بھاری قومی لیڈر بن جاتا ہے چنانچہ اس فلم کو دیکھتے ہی ہٹلر کے دل میں بھی یہ خیال لہریں لینے لگا۔ کہ وہ بھی اس قسم کا ایک لیڈر بنے۔ یہیں سے ہی اس کے دل میں ایک بڑی بھاری پارٹی بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ جب ہنش اور اس کے ساتھی ہٹلر کی یہ باتیں سنتے تو ہنس دیتے اور کہتے کہ اگر ہٹلر نے پریگ میں جاکر تقریر کی۔ تو بھلا اس کی تقریر سننے کون جائیگا۔ مگر ہٹلر یہ سنکر سخت غصے میں آجاتا اور جھٹ اُٹھ کھڑا ہوتا۔ اور اس طرح چیختا چلاتا۔ جس طرح کہ وہ آجکل ۱۹۳۹ء میں کیا کرتا ہے۔

ان دنوں یہ لوگ اس کا بڑا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ہٹلر عام طور پر لمبا کوٹ پہنا کرتا تھا۔ کئی موقعوں پر اس کے ساتھی چپکے سے اس کے کوٹ کے دامن کے لمبے سرے بنچ سے باندھ دیتے۔ اور پھر اس کے سامنے آکر اس کے سیاسی خیالات کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اس پر جب ہٹلر بہت کھسیانا ہوتا۔ تو جھٹ اُٹھ کھڑا ہوتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی بنچ بھی اوپر کو اُٹھ آتی۔ اس پر اس کے ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑتے۔ اور اس کی وہ کھلی اڑتی۔ کہ خدا کی پناہ

اب ہٹلر کی شکل و شباہت بھی تبدیل ہو گئی تھی۔ اس نے اپنی ڈاڑھی بڑھالی تھی۔ اور وہ اس طرح لہرایا کرتی تھی۔ جس طرح عام طور پر یہودیوں کی ڈاڑھی ہوتی ہے۔ اس نے لمبے لمبے اور گھنگھریالے بال رکھنے شروع کئے اور ٹوپی اس انداز سے پہنتا تھا۔ کہ وہ سر کے پچھلے حصے پر رہتی تھی۔ ان دنوں وہ یہودیوں کے خلاف نہیں تھا۔ بلکہ یہودیوں کا ممنون احسان تھا۔ کیونکہ جن "غریب خانوں" میں ہٹلر اور اس کی قماش کے اور لوگ رہتے تھے۔ وہ یہودیوں کے دان پر ہی چل رہے تھے۔ بہت سے یہودی اسے مالی و مشاورتی امداد دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک کانے یہودی قفل ساز رابنسن نے اسے کافی مالی امداد دی تھی۔ اور جو اس کی بنائی ہوئی تصویریں خریدتے تھے۔ وہ بھی اکثر یہودی ہوتے تھے۔ چنانچہ ہٹلر خود کہا کرتا تھا کہ صرف یہودی ہی ایک ایسی قوم ہے۔ جس کیساتھ کاروبار کرنا اچھا ہے

پھر ہٹلر کیوں ان یہودیوں سے نفرت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے ان پر بے شمار مظالم ڈھانے شروع کئے اس کی وجہ بھی رین ہولڈ ہنش کے الفاظ میں سُن لیجئے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ چونکہ ہٹلر کو ان آرین لوگوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ جو یہودیوں کے زخم خوردہ تھے۔ اس لئے اس نے ان کا ساتھ دیا۔ اور یہودیوں سے نفرت کرنے لگا۔ ہٹلر نے ان ابتدائی ایام میں بھی سگریٹ اور شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔ چنانچہ وہ اپنے کسی ساتھی کو سگریٹ پیتا ہوا دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص سگریٹ پیتا ہے وہ اپنے اوپر کنٹرول نہیں رکھ سکتا

ہنش اور ہٹلر بتدریج ایک دوسرے سے الگ ہونے لگے۔ ایک کو کام کاج میں بہتر حصہ دار کی تلاش تھی۔ اور دوسرا زور شور سے سیاسیات کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اب دونوں نے کافی روپیہ پیدا کر لیا تھا۔ اور آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے اتنے میں جنگ نے ساری دنیا کو اپنے سایہ میں لے لیا اور جنگ کے بعد ہٹلر نے جو کچھ کیا وہ اپنی کتاب "میری جدوجہد" میں دنیا کو بتا چکا ہے (ماخوذ)

کوئلے سے صابن

کوئلہ دنیا کی سب سے زیادہ ناصاف چیز ہے۔ مگر جرمنی میں ماہرین سائنس کوئلے سے تیل نکالتے ہیں اور اس تیل سے ایک قسم کا صابن تیار کرتے ہیں۔ گویا کوئلے میں کالے ہونے کے بعد آپ کوئلے ہی کے صابن سے ہاتھ پیر اور منہ صاف کر سکتے ہیں حیوانات کی چربی اور پھلوں کے تیلوں سے تیار کردہ صابن پر جتنی لاگت آتی ہے۔ کوئلے کے صابن کی تیاری پر اس سے کچھ ہی زیادہ خرچ بیٹھتا ہے۔ مگر چونکہ جرمنی میں حیوانی چربی اور پھلوں کے تیل کی کمی ہے۔ اس لئے کوئلے کے تیل سے صابن تیار کیا جانے لگا ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہماری غلامی کی وجہ کون ہے؟"

"ہم خود ہیں۔ ہم خود ہیں"

(۱)

"معاف کیجئے گا" ایک انگریز میرے نزدیک سے گزرا اور اس کا کندھا میرے کندھے سے چھو گیا۔ میں نے کہا۔ "فکر نہ کریں۔ معمولی بات ہے" وہ اپنی موٹر پر سوار ہو گیا۔ میں نے اس کی موٹر کا کوپن دیکھا۔ لکھا تھا مسٹر جونز آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر میں حیران رہ گیا کہ ذرا سی بات پر اس جلیل القدر عہدہ دار نے مجھ سے معافی مانگ لی۔

"آپ کو دیکھ کر چلنا چاہیئے تھا"

ایک ہندوستانی شخص سائیکل پر سوار بے لگام گھوڑے کی طرح سائیکل دوڑاتا ہوا آیا۔ اور مجھے آن ٹکرایا۔

"آپ کو سائیکل اپنے ہاتھ پر چلانا چاہیئے تھا میں اپنے ہاتھ پر چل رہا ہوں" میں نے پروٹسٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے۔ آپ کا یہ فرض تھا کہ مجھے آتا دیکھ کر پرے ہٹ جاتے۔ جب اس کا سائیکل دیکھا گیا۔ تو پتہ لگا کہ اس کے سائیکل کی نہ تو گھنٹی تھی اور نہ ہی بریک میری پتلون اس ٹکر کی وجہ سے پھٹ گئی۔ میں حیران تھا۔ کہ ایک ہندوستانی اور انگریز کے اخلاق میں کس قدر فرق ہے

(۲)

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

"جی ہاں"

اتنے میں ایک خوش پوش اور انگریزی لباس میں ملبوس اجنبی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"معاف کریں۔ میں آپ کے کام میں مخل ہوا" یہ کہکر اس نے ۱۵ روپے کے تین نوٹ میرے سامنے رکھ دیئے۔

"یہ......؟"

اتنے میں وہ بول اٹھا۔

"آپ نے پچھلے ہفتہ بمبئی میں ہمارے ہیڈ آفس "ویسٹرن پیس گڈس" سے کچھ اشیاء خریدی تھیں۔ اور آپ نے پچاس روپیہ کا نوٹ salesman کو دیا تھا۔ باقی روپے لینا آپ بھول گئے تھے۔ آپ کا کارڈ وہاں پڑا ملا۔ اب ہیڈ آفس نے ہمیں ہدایت کی ہے۔ کہ اس کارڈ کے پتے پر آپ کو آپ کے مکان پر ۱۵ روپے پہنچا دیئے جاویں"۔

میں یہ روپے دیکھ کر بہت حیران تھا۔ لمحہ بھر کی سوچ کے بعد میں نے کہا۔ "تھینک یو"۔ لیکن اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ نوجوان غائب تھا۔

اس نے میری طرف سے شکریہ کے الفاظ سننے کی بھی انتظار نہ کی۔ میں حیران تھا۔ کہ ہندوستانی اور انگریزی دوکانداروں کی ایمانداری کے معیار میں کس قدر فرق ہے۔

(۳)

"بازار میں دو شخص ایک ہندوستانی دوکاندار سے لڑ رہے تھے۔ دوکاندار نے ان سے چیز کے دام مانگے لیکن وہ جھگڑا کر کے وہاں سے چیز سمیت بھاگنا چاہتے تھے دوکاندار نے جب مزاحمت کی تب وہ اسے پیٹنے لگے۔ ارد گرد کافی لوگ جمع ہو گئے۔ لیکن وہ سب تماش بین تھے۔ آخر میں ان شخصوں نے چھرا نکال کر اس دوکاندار کی چھاتی میں گھونپ دیا۔ سارے بازار میں سناٹا چھا گیا۔ دوکانداروں نے اپنی اپنی دوکانیں بند کر دیں۔ اور ان قاتلوں کو سارے بازار میں سے کسی نے بھی پکڑنے کی کوشش نہ کی۔ وہ کھلے منہ سب کے سامنے بھاگ گئے"

یہ خبر اخبار میں نکلی۔ جب میں نے اسے پڑھا۔ تب بے اختیار میرے منہ سے نکلا۔

"اوہ! ہمارا ملک کس قدر خود غرض ہے کہ اس کے باسی اپنے ایک ایک ہمسایہ کو قتل ہوتے دیکھ کر بھی اس کی مدد کو نہیں آتے"

(۴)

"ارے ہٹ پرے۔ دیکھتا نہیں سایہ کاٹتا ہے"۔ میں نے دیکھا کہ ایک مدراسی ایک اچھوت کو ڈانٹ رہا ہے۔ وہ بچارا سڑک پر سے جاتے ہوئے اسکے پاس سے گزر گیا۔

وہ اچھوت سہم گیا۔

مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر نہایت تکلیف ہوئی۔ میں اس ظلم کو دیکھ کر چپ نہ رہ سکا۔ میں نے اس مدراسی کو ڈانٹ کر کہا۔ "کیا سڑک تمہاری ہے۔ پھر تم اسے کس طرح ڈانٹ رہے ہو" اس پر وہ گالیں پھلا پھلا کر مجھے گھورنے لگا۔

اوہ! ایک ایک ہندوستانی اپنے ایک دیش باسی کے سایہ سے بھی کس قدر ڈرتا ہے۔

(۵)

دیش ہتر ہار کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے۔ آئندہ سال کیلئے مینجنگ کمیٹی کے ممبروں کا چناؤ ہو رہا ہے۔ لوگ خوب convasing کر رہے ہیں۔

ایک آدمی ایک کونے میں اپنے دوست کے حق میں ووٹ حاصل کر رہا ہے۔ پاس ہی اس کے روپوؤں کی تھیلی پڑی ہے۔ وہ روپوؤں کا واسطہ دیکر ووٹ لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

اوہ! ہمارے ملک میں ووٹ کو نوٹ کے بدلے بیچنا ہماری کس قدر سیاسی پستی کو ظاہر کرتا ہے۔

(۶)

پنچایت کا اکٹھ جمع ہے۔ ایک جوشیلے نوجوان نے ایک ریزولیوشن پیش کیا "جس طرح سے ہم لوگوں کو اپنی استری کے مرنے پر دوسرا بیاہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح استریوں کو بھی اپنے پتیوں کے مر جانے کے بعد دوسرا بیاہ کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے"۔ بس اس کا اتنا کہنا تھا۔ کہ کولاہل مچ گیا۔ گویا کہیں سے بمب گر پڑا۔

لوگ پروٹسٹ کے طور پر وہاں سے چلے گئے۔ اور چند گنتی کے آدمی وہاں رہ گئے۔ اس لئے یہ ریزولیوشن پاس نہ ہو سکا۔

اوہ! اس دیش کے مردوں میں کس قدر خود غرضی پائی جاتی ہے کہ وہ استریوں کو ان کا جائز حق دینے سے بھی ہچکچاتے ہیں۔

یہ ہیں چند شرمناک واقعات جو ہمارے ملک میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

جس ملک کے لوگ اپنے ساتھی انسانوں کے سایہ سے بھی بھرشٹ ہوتے ہوں۔ جس ملک کے لوگ ووٹ (جس کے ذریعہ بڑی بڑی سلطنتیں بنتی ہیں۔) کی صحیح قیمت کا احساس نہ رکھتے ہوں۔ اور اسے نوٹ کے بدلے بیچ دیتے ہوں۔

جس ملک کے لوگوں میں بیوپار میں دیانتداری بہت نایاب ہو۔ اور وہ اپنے ہی دیش باسیوں کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوں۔ جس ملک کے لوگ اپنی استریوں کو ان کے جائز اور پیدائشی حقوق سے محروم کرنے میں بھی "دھرم" سمجھتے ہوں جس ملک کے لوگ اپنے ہمسایہ کو سخت مصیبت میں گرفتار دیکھ کر بھی تماش بین بنے رہتے ہوں۔

گویا کہ جس ملک کے لوگ اپنے ہی دیش باسیوں کے ساتھ سخت برا سلوک روا رکھنے سے نہ کتراتے ہوں۔ اس ملک کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ اگر دوسروں کے غلام ہوں۔ تو یہ بالکل قدرتی بات ہے اس لئے اس ملک کے لوگ اپنی غلامی کے آپ خود ذمہ وار ہیں۔

(آنجہانی) لالہ ہردیال ایم۔ اے لکھتے ہیں۔

"جب تک کوئی قوم (جو آبادی کے لحاظ سے کافی تعداد میں ہو)۔ لالچ۔ کاہلی۔ خود غرضی اور بزدلی میں گرفتار نہ ہو۔ اس پر تمام دنیا کی اقوام اگر مل کر چڑھ آئیں۔ تب بھی وہ فتح نہیں پا سکتیں۔ ایسی قوم کو چاہیئے۔ کہ ان اندرونی دشمنوں کا مقابلہ کرے جو اس کی زندگی کو گھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ تب وہ بیرونی دشمنوں کے سامنے کھڑی رہ سکے گی۔ جس نے من جیتا اُس نے جگ جیتا۔

اِس لئے اگر کوئی مفتوح قوم پوچھے کہ میری بے عزتی کی وجہ کون ہے؟ تو تم جواب دو۔ کہ تم خود ہو۔ تم خود ہو۔

فاتح قوم کسی مفتوح قوم کی ذلت کا باعث کبھی شاذونادر ہی ہوا کرتی ہے۔ کیا وہ گدھ جو لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اپنی ضیافت کرتا ہے۔ اس شخص کی موت کا باعث ہوتا ہے؟

ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں!

مرنا تو آدمی بیماری یا حادثہ کی وجہ سے ہے۔ گدھ تو صرف اس بات کو سب پر ظاہر کرتا ہے کہ یہاں لاش پڑی ہے وہ علالت ہے سبب نہیں۔ علت ہے معلول نہیں۔"

اِس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انہیں دور کریں۔ فاتح لوگوں کو گالیاں دینے سے ہمارا کام نہ بنے گا۔ فاتح لوگوں کو بدی۔ وعدہ خلافی۔ لالچ اور مکاری کا طعنہ دینے سے ہمارا بھلا نہ ہوگا۔ فاتح لوگوں کی مذمت کر دینے سے انکی پالیسی پر کتابیں لکھ دینے سے۔ انکو دنیا بھر کا چالباز ثابت کرنے سے ہمیں آزادی نہ ملے گی۔

ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنے اندر دل کو ٹٹولیں اور اپنی بُرائیوں کو ڈھونڈیں۔ اور انہیں دور کریں۔ جن کی وجہ سے ہم دوسروں کے غلام ہیں تب ہم سوراجیہ لینے کے حقدار اور قابل بن جائیں گے۔ ورنہ کبھی بھی نہیں۔

(ماخوذ)

الکحل

کافی عرصہ تک لوگوں کا یہ عام خیال رہا ہے۔ کہ تھوڑا سا الکحل شراب ... کے طور پر استعمال کرنا صحت کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے۔ انسان کو دنیاوی فرائض کو بے تکلف ادا کرنے کے لئے الکحل کا کسی نہ کسی حالت میں استعمال کرنا جائز ہے.....

ٹمپرنس کاز سے ہمدردی رکھنے والوں نے الکحل کے برخلاف ..... ثابت کر دکھایا ہے کہ تھوڑی شراب پینا بھی صحت کو..... خطرے میں ڈالتا ہے۔ الکحل کی اصلی حالت اور اس کے اثر کا مطالعہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چند باتوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے.....

(۱) کیا الکحل خوراک ہے؟

پہلے عرصہ میں یہ خیال تھا۔ کہ الکحل خوراک ہے اب کوئی شخص بھی یہ نہیں کہتا کہ یہ کسی بھی طریقہ سے خوراک ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو جائیگا۔

انسانی جسم کے پھلنے پھولنے اور گرمی پیدا کرنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ جسم خوراک سے گرمی و فضلہ پیدا کرتا ہے۔ فضلہ باہر چلا جاتا ہے۔ اس لئے گرمی کو (جس سے کہ جسم ٹھیک حالت میں رہتا ہے) پیدا کرنے کے لئے اور خوراک کھانی پڑتی ہے۔ خوراک دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو جسم بناتی ہے۔ دوسرے وہ جو گرمی پیدا کرتی ہے۔ خوراک جو کھائی جاتی ہے۔ وہ انسانی ٹمپریچر یعنی حرارت غریزی کو بحال رکھتی ہے۔

چند بڑے بڑے ڈاکٹروں مشہور سائنسدانوں اور پروفیسروں کے خیالات حسب ذیل ہیں۔ یہ خیالات ان کے کئی سالوں کی محنت کا نتیجہ ہیں۔ جن کو پڑھ کر آپ کو مکمل یقین ہو جائیگا کہ الکحل خوراک نہیں ہے۔

پروفیسر ملر اپنی کتاب "الکحل کی جگہ و طاقت" میں رقمطراز ہیں کہ الکحل کا لفظ بھی کسی قسم کی خوراک میں نہیں ہے اسے خوراک مت سمجھیں۔"

برٹش میڈیکل جنرل میں بھی یہی بات اس طرح لکھی ہوئی ہے "ہم اس بات کو ضرور بتانا چاہتے ہیں۔ کہ الکحل خوراک نہیں ہے۔"

سر بنجمین رچرڈسن جنہوں نے کہ اپنی عمر کا اہم حصہ ان تجربات میں صرف کر دیا۔ ارشاد فرماتے ہیں "جہاں تک الکحل کی بابت کہا جائے ہمیں یہ ضروری کہنا پڑے گا۔ کہ یہ کوئی خوراک نہیں ہے۔ اگر یہ خوراک ہے تو ایتھر کلوروفارم سے اچھی نہیں"......

پروفیسر بیروٹ جنہوں نے کہ الکحل کی بابت کافی ریسرچ کی ہے۔ اور کئی بار الکحل کے متعلق مضامین پر انعام حاصل کئے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ الکحل خوراک کے چھوٹے سے چھوٹے ٹسٹ میں بھی ناکامیاب ہے۔ نہ ہی یہ طاقت دیتا ہے۔ نہ ہی یہ جسم کو بناتا ہے۔ اسے قطعیً خوراک نہ سمجھنا چاہیئے۔

(۲) کیا الکحل خوراک ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے؟

عام طور پر یہ رائے عامہ رہی ہے کہ الکحل ہر ایک قسم کی خوراک جلد از جلد ہضم کرتا ہے۔ اور اس لئے وہ قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے۔ یہ خیال نہ صرف [illegible] آدمیوں میں ہی پایا جاتا ہے بلکہ بعض ڈاکٹروں کی بھی یہ رائے ہے کہ شراب .... خوراک کو اچھی طرح سے ہضم کرتا ہے۔ مگر آجکل کے سائنس کے نئے نئے کرشموں و سائنسدانوں کے تجربات نے اس کے برخلاف ہی ثبوت دیا ہے۔ یہ تمام تجربے اُلٹے ہی نکلے ہیں اور ہمیں ثبوت کی آگاہی پیش کرتے ہیں۔

آسانی سے سمجھنے کے لئے کہ الکحل ہاضمہ کو خراب کرتا ہے۔ یہ ایک آسان ثبوت ہے۔ کہ الکحل کھانا ہضم ہونیوالے لعاب کے ساتھ عمل نہیں کر سکتا۔ پنسولینیا یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ہیر نے ثابت کر دیا ہے کہ بیر اور کڑوی بیر (جو کہ خوراک ہضم ہونیوالی ایجنسی خیال کی جاتی ہے) معدے کو کمزور کرتی ہے۔

پروفیسر ہیر نے سترہ قسم کی شراب سے تجربات کئے۔ مگر آخر کار وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ شراب کبھی بھی قوت ہاضمہ کو نہیں بڑھاتی۔ بلکہ وہ اسے کمزور کرتی ہے۔ ڈاکٹر مسٹر ہی (لنڈن) کے تجربات کا نتیجہ بھی پروفیسر ہیر کے تجربات کے مشابہ ہے۔ پروفیسر ملر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ الکحل خوراک ہضم ہونے سے روکتی ہے۔"

مشہور سرجن جنرل ڈاکٹر فرانکسی فرماتے ہیں کہ الکحل کا استعمال معدے کو کمزور کرتا ہے۔ ہندوستان کا زبان زد خیال کہ الکحل ہاضمہ کو مدد دیتا ہے۔ سراسر غلط ہے تھوڑے الکحل کا استعمال جو ہاضمہ کو بڑھاتا دکھائی دیتا ہے۔ اصل میں ہاضمہ کو کمزور کرتا ہے۔

تندرست آدمیوں کے لئے تو یہ بہت مضر ہے۔ کیپٹن فارسٹ ایک جگہ لکھتے ہیں۔ تندرست آدمیوں کو الکحل کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔"

(۳) کیا الکحل دماغی و جسمانی کاموں میں مدد دیتا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں۔ بالکل نہیں۔ اس بات کا ثبوت بالکل آسان ہے۔ بڑے بڑے لائق ڈاکٹر اور سائنس دان یہ ثابت کر چکے ہیں کہ دماغی کام الکحل کے استعمال سے بخوشی اسلوبی انجام نہیں پا سکتے۔

نہ صرف ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کی یہ رائے ہے۔ بلکہ بڑے بڑے کھلاڑی اور ان کے متعلق مضمون لکھنے والے مصنف ہم آہنگ ہیں۔ کہ قدرت نے دماغ کی تازگی کے لئے غذا اور آرام کو ضروری قرار دیا ہے نہ کہ الکحل کو۔

انگلستان کے مشہور ڈاکٹر سر اینڈریوز کلرک جو لنڈن میں کام کرتے ہیں۔ اور جن کے پاس سالانہ ہزاروں مریض آتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"الکحل کسی کام میں کوئی مدد نہیں دیتا۔ بلکہ روکاوٹیں ڈالتا ہے"۔ جب کبھی کسی موقعہ پر ان کو الکحل کے استعمال کے لئے کہا گیا۔ تب انہوں نے افسوس سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ میں اس کے استعمال سے اپنا کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتا"۔

سر ہنری تھامس ولایت کے بہت بڑے سائنس دان فرماتے ہیں "تھوڑا تھوڑا یا زیادہ الکحل پینے کی عادت لوگوں کو ترک کر دینی چاہیئے۔ تاکہ ان کا جسم صاف اور روح پاکیزہ رہے اس لئے کاروبار کو اچھی طرح انجام دینے کے لئے الکحل سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۴) کیا الکحل صحت اور عمر کو بڑھاتا ہے؟

بہت سے لوگوں نے اس بات کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے۔ کہ الکحل صحت و عمر کو بڑھاتا ہے مگر ان کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کرنل باور مشہور و معروف جرنیل جنہوں نے ہندوستانی زندگی کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں "ہندوستان میں بیماریوں اور بداخلاقیوں کی جڑ ہی الکحل یعنی شراب ہے"۔ برٹش میڈیکل جرنل" و "آرمی وینوی گزٹ" نے اس رائے کی تائید میں بڑے بڑے آرٹیکل شائع کئے ہیں۔

"اور لینڈ میل نے" تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ہندوستان میں حقیقی آرام و راحت سے زندگی بسر کرنے کیلئے الکحل کا استعمال بالکل بند کر دینا چاہیئے"۔

ہندوستان میں اینگلو انڈین پریس نے ٹمپرنس کاز کے متعلق کافی مدد پہنچائی ہے۔

دنیا کے مشہور و معروف ڈاکٹر پارکس رکارینٹر رچرڈ سن لیز اور فرانکس جیسی ہستیاں بھی مندرجہ بالا خیالات کے حامی ہیں

سر جارج وائٹ نے اپنی شملہ والی تقریر میں فرمایا ہے۔ "آنکھوں سے۔ جسم سے۔ اور جسم کے ہر رگ و ریشہ سے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے وہی لوگ ہیں جو صاف خالص پانی پینے میں بڑے بڑے کھلاڑی پانی استعمال کرتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ترکوں نے لڑائی میں بہت بہادری دکھائی۔ بڑے بڑے لمبے سفر کئے۔ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کیا۔ یہ صرف خالص پانی کی طاقت تھی۔ وہ صرف تازہ پانی ہی کو استعمال کرتے تھے۔ شراب کو منہ نہ لگاتے تھے"۔

ایام جنگ میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ جو فوجیں شروع سے شراب کی عادی نہ ہوں۔ اور خالص پانی ہی استعمال کرتی ہوں۔ وہ میدان جنگ میں کامیاب رہتی ہیں جنگ اسہانتی ۱۸۸۲ء و جنگ مصر ۱۸۸۵ء اور تیراہ کی لڑائی میں فوجوں کا حوصلہ اس لئے بڑھا ہوا تھا۔ کہ وہ شراب کی عادی نہ تھیں۔

اس کے برعکس کوشتے۔ وادی جیفہ و اسوان کی لڑائیوں میں حالت خراب رہی کیونکہ ان فوجوں نے شراب کا استعمال کیا تھا۔ مہم چترال کے جرنیل سے اس کی کامیابی کا سبب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ شراب کے بغیر محنت اور کام"۔

نیشنل ٹمپرنس کانفرنس لورپول ۱۸۸۴ء میں بڑے بڑے ڈاکٹروں نے یہ رائے دی کہ "ان لوگوں کو جو نشوں کا استعمال نہیں کرتے بیماری کم لگتی ہے۔ اگر لگتی ہے تو جلد آرام آجاتا ہے۔ مگر شراب نوش زیادہ امراض میں مبتلاء ہوتے ہیں۔ اور صحت بہت کم پاتے ہیں۔ پرہیزگار کی عمر دراز ہوتی ہے"۔

"چونکہ شرابیوں کی عمر کم ہوتی ہے اور بیماریاں زیادہ۔ اس لئے ان کی موت کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ امریکہ۔ یورپ۔ اور انگلینڈ کی بیمہ کمپنیاں شراب نوشوں سے ماہانہ قسط زیادہ وصول کرتے ہیں۔ بہ نسبت شراب نہ پینے والوں کے۔

سکوٹش ٹمپرنس لائف ایسوسی ایشن (لمیٹڈ) کمپنی کے ڈائریکٹر اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ "ہم نے مدت دراز کے تجربات کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ پرہیزگاروں کی عمر شراب نوشوں کی نسبت زیادہ لمبی ہوتی ہے:

(ماخوذ از ٹمپرنس میگزین)

بقیہ صفحہ
(۳) مذہب کی تعظیم کر۔ سختی بن کسی سے بھی بدی نہ کر۔ بلکہ دل میں برائی کا خیال تک بھی نہ لا۔

ہندوستانی مسلمانوں کا تاریک مستقبل

یہ اقتباس ایک غیر مسلم اخبار کا ہے گو اس سے ہمیں کلی اتفاق تو نہیں مگر اسمیں کیا شبہ کہ یہ دنیا جدوجہد کی ہے۔ جو قوم بھی جدوجہد سے کام لیگی۔ یقیناً وہ کامیاب رہے گی۔ مسلمان اگر اس دوڑ میں بازی لے جانا چاہتے ہیں۔ تو وہ بھی تیز گامی سے کام لیں: (ایڈیٹر)

لاہور کے ایک مسلم روزانہ اخبار میں امرتسر کے مسلم ریفریشمنٹ روم کے متعلق ایک شکایت شائع ہوئی ہے۔ کہ صبح ساڑھے سات بجے جب گاڑی ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ تو انگریزی اور ہندو ریفریشمنٹ روم کے ایک درجن سے زیادہ ملازم پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ جو ہاتھوں میں چائے کے ٹرے لئے ہوئے لوگوں کو چائے خریدنے کی دعوت دے رہے تھے۔ مگر مسلم ریفریشمنٹ روم کا کوئی ملازم وہاں موجود نہ تھا۔ چنانچہ اس شکایت کرنیوالے نے ایک قلی کو مسلم ریفریشمنٹ روم میں بھیجا کہ وہاں سے کسی ملازم کو بلا لائے۔ قلی گیا تو وہاں سے اپنے ساتھ ایک لڑکے کو لایا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ابھی سو کر اٹھا تھا۔ اور اپنے ہاتھوں سے آنکھیں مل رہا تھا۔ اس لڑکے سے کہا گیا۔ کہ وہ چائے لائے یہ لڑکا واپس مسلم ریفریشمنٹ روم میں گیا۔ مگر واپس نہ آیا اور گاڑی امرتسر سے روانہ ہو گئی۔

یہ شکایت ویسے تو ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ مگر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ اور اس واقعہ کی وجوہ اور مسلمانوں کے مستقبل پر غور کیا جائے۔ تو یقیناً ان لوگوں کو افسوس ہوگا جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اور چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی دوسری اقوام کے ساتھ مسلمان بھی ترقی کریں۔ چنانچہ ہم آج یہاں دوسری اقوام کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمان آنکھیں کھولکر اپنی موجودہ گری ہوئی حالت پر توجہ کریں:

اگر غور کے ساتھ اعداد و شمار پر توجہ کی جائے تو یہ اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ پچھلے پندرہ برس میں ہندوؤں میں سیر اور ورزش کا شوق تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہیں جہاں کے ہندو مرد۔ ہندو عورتیں اور ہندو بچے صبح سیر کے لئے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے ہوں...... چند میل پیدل نہ چلتے ہوں۔ اور کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں ہندوؤں کی ورزش کے لئے اکھاڑے قائم نہ کر دیئے گئے ہوں۔ چنانچہ اس اسپرٹ کا دلچسپ ثبوت آپ کو دہلی اور لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ہر صبح کے وقت مل سکتا ہے۔ جہاں پانچ بجے صبح سے آٹھ بجے صبح تک ہزارہا کی تعداد میں مرد۔ عورتیں۔ بوڑھے جوان اور بچے جمنا اور راوی کے کنارے پر سیر کے لئے جاتے ہیں۔ اور اس کثیر تعداد میں جاتے ہیں۔ کہ ان راستوں پر سے کسی موٹر یا ٹانگہ کا تیزی سے گذرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس سیر اور تفریح کے باعث ہندو دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ پر مسلمان صبح آٹھ بجے سے پہلے تو پلنگ کو نہ چھوڑیں گے۔ بڑے بڑے شہروں میں بھی بسر کرنے والے مسلمان مردوں کی مجموعی تعداد چند درجن سے زیادہ نہیں۔ اور عورتوں کے متعلق تو بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ان بیچاریوں کے لئے تازہ ہوا اور سیر کے معنی ہندوستانی مسلمان بد چلنی سمجھتے ہیں۔ اور شہروں میں ہزارہا گھر ایسے ہیں۔ جن کی خواتین نے ایک مکان کی چار دیواری کے اندر اپنا بچپن۔ اپنا شباب۔ اور اپنا بڑھاپا گذار دیا۔ اور یہ بدنصیب اس روز مکان سے باہر نکالی گئیں۔ جب ان کی روح جسم کو چھوڑ چکی تھی۔ ورزش اور سیر کے متعلق ہندوؤں کی ترقی اور مسلمانوں کی اس گراوٹ کا صاف اور صریح ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فسادات میں آج سے پندرہ برس پہلے تو ہر جگہ ہندو پٹتے تھے۔ مگر اب کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں سے مار نہ کھاتے ہوں۔

سیر اور ورزش کے مسئلہ کے بعد اب لیجئے صحت اور صفائی۔ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ اور امیر گھرانوں کو چھوڑ کر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ مسلمانوں کے متوسط اور غریب طبقہ میں روزانہ غسل کرنا........ غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ پچھتر فیصدی لوگوں کے قریب جاتے ہوئے بھی ان کے جسم سے بو آتی ہے۔ یہ لوگ جسم اور کپڑوں کی صفائی ہفتہ میں صرف ایک روز یعنی جمعہ کے روز ضروری سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں غسل کرنا مذہبی احکام کی حد تک ضروری ہے۔ اور شاید کوئی ایسا سکھ یا ہندو ہوگا۔ جو ہر روز غسل نہ کرتا ہو۔ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ بعض ہندوؤں میں بھی بغیر صابن وغیرہ کے غسل کرنا اور صرف دو چار لوٹے پانی کے اپنے جسم پر ڈال لینا صحت کیلئے کافی نہیں۔ اور مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ میں ہندوؤں سے زیادہ صفائی اور ستھرا پن موجود ہے مگر مجموعی حیثیت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس فرق کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جس کے باعث مسلمانوں کی صحت دن بدن تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور ہندوؤں کی صحت پر روز بروز غسل کا ایک نمایاں اثر ہے۔

اب لیجئے مسلمان کاشتکاروں کی حالت۔ پنجاب کا صوبہ کاشتکاری کے اعتبار سے دوسرے تمام صوبہ جات سے زیادہ اہم پوزیشن رکھتا ہے۔ اس صوبہ کے ایک سکھ اور ایک مسلمان کاشتکار کا مقابلہ کیجئے۔ سکھ کاشتکار تو رات کے دو بجے بیدار ہو کر صبح سات بجے سورج نکلنے تک ہل چلاتا ہے۔ اور سات بجے دھوپ نکلنے پر اپنے کام کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر مسلمان کاشتکار صبح سات بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوتا۔ بیدار ہونے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ حقہ پینے میں صرف کرتا ہے۔ اور دھوپ زیادہ ہونے کے بعد اس سے کام نہیں ہو سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سکھ کاشتکار کے مقابلہ پر مسلمان کاشتکار اوسطاً نصف کام بھی نہیں کر سکتا۔ جس کے باعث مسلمان کاشتکاروں کی نسل بھی دن بدن کمزور اور سست ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بابا فرید گنج شکرؒ نے ایک جگہ کہا ہے ع

"ورے پچھلی رات نہ جاگڑیوں جیوندڑا مولیوں"

یعنی اگر تو پچھلی رات (علی الصباح) بیدار نہیں ہوتا تو سمجھ لے کہ تو زندہ ہی مر گیا۔ بابا فریدؒ کے اس قول کے مطابق اگر مسلمان سورج نکلنے کے بعد بیدار ہوتے ہیں۔ صفائی اور سیر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور ان میں محنت کا مادہ دن بدن کم ہو رہا ہے۔ تو ان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ قدرت ان کی موت کے وارنٹ تیار کر رہی ہے۔ ان کی موجودہ بے حسی غفلت اور کاہلی کی حالت ان کو بالکل مٹا دینے کا باعث ہوگی اور ان کا ایک طرف تو دن بدن خود مٹتے چلے جانا اور دوسری طرف ملک کی آزادی کی راہ میں مشکلات پیدا کرنا یقیناً دنیا کی نظروں میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے کا باعث ہوگا۔ اے کاش کہ ہندوستانی مسلمان ہماری اس مخلصانہ آواز پر توجہ دیں۔ اور اپنے مستقبل پر غور کریں:۔ (ریاست ۱۰ اپریل)

ہندو دنیا

ڈاکٹر دیش مکھ نے مرکزی اسمبلی میں ہندو عورتوں کے حق طلاق کے متعلق جو بل پیش کیا تھا۔ اس کی ہندو قوم کے وسیع الخیال مردوں اور ہندو آریہ سماجی خواتین نے پرزور تائید کی ہے کیونکہ ہندو اور آریہ دھرم طلاق کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ اس غیر فطری مذہب کی ایک بہت بڑی خامی ہے۔ لیکن لاکھوں کروڑوں مظلوم ہندو آریہ عورتوں کے حقوق اور زندگیاں اس خامی کی وجہ سے قربان نہیں کی جا سکتیں۔ عورتیں تو ڈاکٹر دیش مکھ اور ان کے ہم خیالوں سے بے حد خوش ہیں۔ اور ان کو دعائیں دے رہی ہیں۔ لیکن قدامت پرست اور استبداد پسند مرد اس کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ آریہ سماجی اخبارات تو شروع ہی سے اس بل کے خلاف ہیں۔ ان کی اس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" اس کے متعلق رقمطراز ہے۔

"مغربی سبھیتا (تہذیب) کی رو میں بہنے والے اس بل کی حمایت کریں تو کریں۔ وگرنہ کوئی ہندو اس بل کے حق میں اپنی آواز نہیں نکال سکتا۔ ہندو وواہ ایک دھارمک رشتہ ہے۔ جو کسی بھی حالت میں ٹوٹ نہیں سکتا۔ ہندوؤں میں شادی دھارمک فرائض کے لئے ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کا مقصد شہوانی جذبات کی سیری یا رنگ رلیاں ہے پھر اس میں طلاق کی گنجائش کہاں ہے"

آریہ دھرم تو خیر سے عقد بیوگان کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ سوامی دیانند جی نے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ آریہ اور ہندو عقد بیوگان کے خلاف عرصہ تک یہی رٹ لگاتے جو کہ آج طلاق کی مخالفت میں "آریہ گزٹ" اور اس کے ہمخیال لگا رہے ہیں۔ کہ ہندو وواہ ایک دھارمک رشتہ ہے جو زندگی اور موت کسی حالت میں بھی نہیں ٹوٹ سکتا لیکن آریہ سماج اور دوسرے ہندو اس بارہ میں اس اٹوٹ یعنی ناقابل شکست دھارمک رشتہ کو نہایت دیدہ دلیری سے توڑ چکے ہیں۔ طلاق کے معاملہ میں بھی یہ بہت جلد ٹوٹ کر رہے گا۔ اگر ہندو پنڈتوں اور آریہ مہاشوں نے نہ توڑا تو ہندو قوم کی ستم رسیدہ دیویاں اسے توڑیں گی۔ حیرت ہے کہ آریہ دھرم کے اس "پاکیزہ دھارمک رشتہ" میں نیوگ کی گنجائش تو کھلے خزانے ہے لیکن طلاق کی نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں شادی دھارمک فرائض کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا مقصد شہوانی جذبات کی سیری نہیں۔ یہ دعویٰ تو بڑا بلند اور بظاہر بہت دل خوش کن ہے اور اس دعوے کی روشنی میں کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ قوم کے مرد اور عورتیں انسانی فطرت سے کچھ علیحدہ واقع ہوئے ہیں۔ لیکن واقف کار جانتے ہیں کہ یہ دعویٰ ہندو قوم کی اخلاقی زبوں حالی کے ان لرزہ خیز واقعات کے بالکل برعکس ہے۔ جو کہ آریہ پنڈت اور مہاشے بدھوا بیواہ کی ضرورت ثابت کرنے کے سلسلہ میں بالعموم بیان کیا کرتے ہیں۔

اس حقیقت سے تو غالباً آریہ گزٹ بھی انکار کرنے کی جرأت نہیں کریگا۔ کہ ہندوؤں میں ایسی عورتیں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ جن کو ان کے شوہروں نے معلّق چھوڑ رکھا ہے یا جن کے شوہر ناقابل۔ ظالم اور لاپتہ ہیں۔ یا لاعلاج امراض میں مبتلا ہیں۔ ان عورتوں کی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ یا وہ بداخلاقی کے گڑھے میں گری ہوئی ہیں۔ یہ روزمرہ کے واقعات و مشاہدات ہیں۔ ان کے ثبوت میں ہندو آریہ اخبارات کے صفحات ہی سے بے شمار ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ "آریہ گزٹ" کے دھرم نے اس کا کیا علاج بتایا ہے۔ انصاف و معقولیت کا تقاضا ہے کہ یا تو کوئی ایسا علاج بیان کیا جائے۔ جو موجودہ حالات میں قابل عمل اور کارگر ہو۔ یا پھر طلاق کی مخالفت چھوڑ دی جائے۔ آریہ دھرم کی ایک خامی اور نقص پر لاکھوں کروڑوں عورتوں کی زندگیوں اور عزتوں کو قربان کر دینا مہا پاپ نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر آریہ سماج عقد بیوگان کے بارہ میں بھی اپنے دھرم کا ایک بنیادی اصول توڑ ہی چکا ہے۔ تو پھر اب اس ضد اور تکلف کے کیا معنے۔ زمانہ بتا رہا ہے کہ ہندو اور آریہ قوم کو اپنے فرسودہ دھرم کے بہت سے قوانین توڑنے ہوں گے۔ اس کے بغیر وہ زندگی کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتی: (ماخوذ)

اسلام کیلئے درد مند دل رکھنے والے دوست توجہ فرمائیں

آئے روز خواہشمند ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے خطوط آتے رہتے ہیں۔ جو قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کے پڑھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ میں نے تو یہ کر دیا۔ کہ وہ کتاب جس پر گھر کی لاگت پانچ روپے ہے وہ ڈیڑھ روپیہ یا ایک روپیہ چار آنے میں دے رہا ہوں۔ مگر یہ کہ اپنی گرہ سے فی کاپی ایک روپیہ محصول ڈاک لگا کر ان لوگوں کو یہ لٹریچر مفت بھیجوں۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ لہذا خیر خواہانِ ملت کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس فنڈ میں حسب توفیق کچھ عنایت فرمائیں۔ تاکہ اس سے ان غیر مسلموں تک اسلام کے متعلق یہ ٹھوس لٹریچر پہنچ سکے۔ اس وقت چالیس سے زیادہ غیر مسلموں کی ایسی درخواستیں آئی پڑی ہیں۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے مگر اس وقت غیر مسلموں کو فرقان حمید کی بے نظیر تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ سے آگاہ کرنا بلاشبہ یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے:

اخبار نویسی

مشرق اور مغرب میں

دنیا میں اس وقت امریکہ سب سے زیادہ دولتمند خیال کیا جاتا ہے۔ اس ملک میں جتنے اخبارات اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ شاید ہی دنیا کے کسی حصہ میں شائع ہوتے ہوں۔ ہمارے ملک میں اگر کوئی رسالہ یا اخبار دس پندرہ ہزار چھپنے لگے۔ تو اس کی اشاعت کو باعث فخر سمجھا جاتا ہے مگر وہاں کے اخباروں اور رسالوں کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں

اخبارات	اشاعت	اُجرت اشتہارات
ٹریبون شکاگو	دس لاکھ ۵ ہزار	۲۳ روپیہ فی انچ
دراڈ ٹیلیگرام	۴ لاکھ	۲۷ " " "
ان کوایری	۴ لاکھ ۸۰ ہزار	۲۹ " " "
پوسٹ	۳ لاکھ ۵ ہزار	۲۳ " " "
سٹار	۳ لاکھ ۱۳ ہزار	۱۰ " " "
رسالے	اشاعت	اُجرت اشتہار
فارم جرنیل زراعتی	۱۵ لاکھ	۱ ¼ روپیہ فی لفظ
جنٹل وومن نیویارک	۱۲ لاکھ ۱۰ ہزار	۱۸ روپیہ فی لائن
ہوم فرینڈ	۱۰ لاکھ ۱۰ ہزار	۲ روپیہ فی لفظ
کنٹری ہوم	۱۵ لاکھ	۱ ½ روپیہ فی لفظ
امریکن لوئیر ڈی جرنل	۴ لاکھ	۱۲ آنہ " "
ڈی ٹیکٹو گروپ	۵ لاکھ ۴۰ ہزار	۱ روپیہ " "
فارسٹ وومن گروپ	۱۳ لاکھ	۴ ½ " " "
گڈ سٹوریز	دس لاکھ	۱۲ روپیہ فی لائن
ڈمنز ورلڈ ہیو	۱۱ لاکھ	۱۲ " " "
عورتوں کی دنیا	۱۱ لاکھ	۱۵ " " "

ہزاروں اخباروں اور رسالوں میں سے چند کا نام بطور نمونہ یہاں پر درج کیا گیا ہے۔ جہاں تلاش علم کیلئے یہ حال ہو اس کے مقابلہ میں ہندوستان کے اخبار نویس اس پیشہ سے کبھی پیٹ بھی نہیں بھر سکتے۔

ہم لوگ تو امریکہ کے اخبارات اور رسالوں کے اشتہاروں کے نرخنامے دیکھ کر ہی حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور اسبات کا اندازہ نہیں لگاتے۔ کہ وہاں کے اشتہار بازوں کو اشتہارات کے لئے کتنا روپیہ صرف کرنا پڑتا ہوگا۔ اور پھر وہ کیا کماتے ہوں گے۔ بہرحال یہ اعداد و شمار ہندوستان کے لوگوں کی آنکھیں ضرور کھول دینگے:

سٹالن (روس کا ڈکٹیٹر)

روس کا ڈکٹیٹر ابتدائی زندگی میں بہت تکالیف برداشت کر چکا ہے۔ لینن کے خیالات اور فلسفہ کا قائل ہے۔

انقلاب روس کے بعد لینن ڈکٹیٹر بنا۔ اس کے بعد ٹراٹسکی نے کام سنبھالا۔ مگر کچھ جم نہ سکا۔ ٹراٹسکی کے بعد سٹالن کا قبضہ ہو گیا۔ سٹالن کمیونسٹ خیالات کا حامل ہے اور اپنے عقیدہ میں انتہائی محو۔ سرمایہ داروں سے دلی دشمنی ہے اور لامذہبی میں بھی سب سے بڑھا ہؤا ہے۔

ہندوستان میں بہت سے لوگوں پر اور خاص طور پر بنگالی اور پنجابیوں پر اس کے خیالات کا اثر پڑا ہے اور اس سلسلہ میں وہ سزائیں بھی کاٹ چکے ہیں۔ کمیونسٹ تحریک سٹالن کے دم سے ہی زندہ ہے۔

اپنی نقل و حرکت کا کسی کو راز نہیں دیتا۔ ہر کام پوشیدہ طور پر کرتا ہے۔ معتمدین خاص میں سے کوئی اس کے متعلق صحیح حالات نہیں تبلا سکتا۔

جس محل میں رہتا ہے۔ اس کے بے شمار پوشیدہ دروازے ہیں۔ کسی کو آنے جانے کا حال نہیں تبلاتا۔ زیادہ خاموش رہتا ہے۔ جب تک خاص ضرورت نہ ہو بولتا نہیں۔ مگر جب بولتا ہے۔ تو انتہائی خطرناک طریقہ پر۔ اس کی خاموشی ہی سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

جاسوسی کے لئے اس نے بہت سے لوگوں کو مختلف مقامات پر مقرر کر رکھا ہے۔ اپنے ملک کا پروگرام کسی کو بتانا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی روس سے باہر جاتا ہے۔ اسکو محبت کبھی کسی سے نہیں ہوئی۔ مگر دوسرے کے بچوں کو پیار کرتا ہے۔ شادی اس نے نہیں کی۔ فوجی محکمہ کی ملازمہ سے کبھی کبھی بات چیت کر لیتا ہے۔ پوشیدہ زمین دوز مکانات اور تہ خانے بنوانے کا شوق ہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں

جناب سردار ہیل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی ورنہ پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایکدفعہ ختم کر چکا ہوں۔ مینے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا ہے وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خودغرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ خدا آپکو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیاوی ترقی میں مدد دینے والا ہے:

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری ۳۶ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ ۷۲۸ صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اسبات کا کوئی علم نہ تھا۔ کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے۔ کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقفیت ہونے کیوجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ قرآن مجید کا ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں۔

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول توگل والا ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ جو گورمکھی دانوں میں خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آجتک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر انمیں گنتی کے ہی چند دوست ہونگے جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہوبہو ان دلدادوں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے مگر انکی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کیساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جس سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت اٹھانی نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے اس اولوالعزمی یعنی قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ سے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل ہے کو پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ دلی دعا ہے کہ پرماتما انکی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی

خان پور (ریاست بہاولپور) سے لکھتے ہیں کہ میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھول دیا ہے۔ چند روز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان اور سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں۔ مینے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ بین حقیقت ہے کہ [illegible] قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو نانک صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو انکی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پرا اپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔ امین۔

جناب سردار سادہو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خان

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری دلی قرآن شریف کے پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی سے عربی نہ جاننے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کرسکتا تھا اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری خواہش کو اسطرح پورا کیا ہے جسطرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شستہ ہے ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ

سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸۔ کاغذ عمدہ چھپائی نہایت نفیس جلد سنہری گھر کی لاگت پانچ روپے (۵ر) تبلیغی نقطۂ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف دو روپے محصولڈاک ۱۴ر تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلدی درخواستیں بھیجیں ورنہ یہ سنہری موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا:

قرآن مجید کا ہندی ترجمہ

یہی سائز اور یہی صفحات ہدیہ دو روپے آٹھ آنے کیونکہ ہندی طباعت گورمکھی طباعت کی نسبتاً بہت گراں ہے:

ملنے کا پتہ۔ منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی اُمنگ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزوروں کو زور آور اور زور آور کو شہ زور۔ نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپیہ (صر) محصولڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خان

ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے۔ مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا اکسیر البدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے۔ آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ انکے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ بوہمین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا ہانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جس کی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جسکو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ اور دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔ اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی آپکی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اُترتے ہی مُردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب پلایڈر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی ہیں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوگئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کی ہو زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھا پور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی اکسیر بواسیر نامی دوائی منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے ہے۔ انکو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے اس لئے اس کا نام "اکسیر بچگان" رکھا گیا ہے۔ اسہال ہر قسم پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل ایزدی تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے۔ اور بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال پیچش وغیرہ میں بہت مفید ہے قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کیطرح مضبوط اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کیوجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا اٹھتے وقت ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنیکو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایکماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایکماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ باد گولہ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں جی کا متلاتا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ کیلئے تیر بہدف۔ دودھ۔ گھی مکھن۔ بالائی انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایکدن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے یہی حال معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایکروز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو۔ ان کا دائمی استعمال صحت کی ضامن ہے۔ قیمت یکصد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں!

افیون بہت بری بلا ہے علاوہ روپے کی خرچ کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اسکا چھوٹنا بہت مشکل ہے یہ گولیاں انشاءاللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

بیس۲۰ سالہ افیون کھانیکی وباء سے نجات ملگئی

مکرم جناب نور احمد خانصاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر سانجھر لیک سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی مرسلہ افیون چھڑاؤ گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں۔ یہ صاحب بیس سال سے افیون کھانیکی وبا میں مبتلا تھے۔ ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہے۔ گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت ہے۔ لہذا ایک صد گولیاں بدیدن خط ہذا بھیجدیجئے۔

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اسکی وجہ سے نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے نہ پھرتے حتی کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے بیمار کو زندہ درگور کہا جائے تو یہ صحیح ہوگا۔ اللہ تعالی ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہمنے سالہا سال کی محنت شاقہ اور وسیع تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے جو زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا کرا دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خان

ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ سالانہ جلسہ پر جو آپ سے اکسیر دمہ اکسیر البدن اور اکسیر اکبر لایا استعمال کیں۔ حیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے کہ یہ نسخے آپنے کہاں سے حاصل کئے۔ اگر میں پورا بیان کروں۔ تو انشاءاللہ فلک بھی سربسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپکی ادویہ سے بجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ انکی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپکی محنت اور کوشش پر بیساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بے نظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔ سالانہ جلسہ پر جو تکلیف دہ اور عوارض عرض کئے تھے الحمدللہ وہ سب جاتے رہے اب میں پوری صحت سے ہشاش بشاش ہوں۔

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کیطرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد طبیعت سرد۔ چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی ہے۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اسکی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی مگر محض پبلک کی ہمدردی کیخاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصولڈاک علاوہ۔

بیس۲۰ سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خانصاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان۔ سستی وغیرہ سب جاتی رہی اللہ تعالی اس ایجاد کیلئے آپکو جزائے خیر دے۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے ڈنک کا جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگجاتا ہے ہمنے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی خوشبو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جسطرح لاحول سے شیطان۔ اسکے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تریاق درد گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے اس کی بیخکنی کیلئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

تمام ادویات کے ملنے کا پتہ۔ مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی سُرمہ کی دھُوم

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دُھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا (شبکوری) سُرخی۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

مسلم احباب!

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی تصدیق

جناب سید بنیاد حسین صاحب آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر بہادر مظفر گڑھ (پنجاب) تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا موتی سرمہ میں نے استعمال کیا۔ میری آنکھوں سے پانی جاتا تھا اور خارش تھی۔ ان عوارض کیلئے بہت ہی مفید ثابت ہُوا۔ لہذا براہ کرم دو تولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی ارسال فرماکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

یہ سرمہ غیر معمولی قدر کے قابل ہے

جناب مکرمی مولوی فیاض علی صاحب وکیل ہائی کورٹ وآنریری چیرمین میونسپلٹی حیدر آباد (دکن) تحریر فرماتے ہیں کہ میری محترمہ والدہ صاحبہ کو آشوب چشم ہو گیا تھا۔ اور پانی آنکھوں سے برابر بہتے بہتے آنکھوں سے بالکل مایوس ہو جانا پڑا تھا۔ حیدر آباد کے مشہور و معروف و نامی گرامی حکماء و ڈاکٹروں کا علاج کرایا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اتفاقاً آپ کے موتی سرمہ کی شیشی ایک معزز دوست نے مجھے دی استعمال کیا۔ الحمدللہ ایک ہفتہ میں ہی غیر معمولی فائدہ ہوا۔ بلاشبہ آپ کی یہ ایجاد غیر معمولی قدر کے قابل ہے۔ بدیدن خط ہذا ایک تولہ موتی سرمہ بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں۔

آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیواسطے تیر بہدف

جناب سید محی الدین احمد خان صاحب پولیس انسپکٹر ایٹہ لکھتے ہیں کہ واقعی آپ کا سرمہ بہت سے موقعوں پر نہایت ہی کارآمد ثابت ہُوا۔ دُکھتی ہوئی آنکھوں میں تیر بہدف ہے۔ آنکھوں کی صفائی کیواسطے اس کا استعمال بہت ضروری ہے بگڑی ہوئی آنکھوں پر فوراً اثر کرتا ہے بہت سے آدمیوں کی استعمال میں آیا اور ان جملہ صاحبان نے بہت تعریف کی تین سال کی تجربہ کے بعد جبکہ کوئی شبہ نہ رہا ان الفاظ کو لکھ رہا ہوں۔

اسکے مسیحائی اثر کو دیکھ کر سب حیرت میں رہ گئے

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سپرنٹنڈنٹ فیروزپور چھاؤنی تحریر فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں مجھے قریباً جواب ہی دے چکی تھیں۔ خیال تھا کہ موگا جاکر آنکھوں کا علاج کراؤں اچانک آپ کا اشتہار نظر پڑا۔ منگوایا استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے میں تو کیا جس جس نے بھی استعمال کیا۔ اسکے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ علیحدہ علیحدہ سات شیشیوں میں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

ہندو صاحبان!

جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس

جناب جی ایل رائے صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس بیکانیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں آپ کا موتی سرمہ دو سال سے استعمال کر رہا ہوں۔ درحقیقت یہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ جب بھی اس کا استعمال کیا نمایاں فائدہ محسوس ہُوا۔ مقوی بصر ہونے کے علاوہ دیگر جملہ امراض چشم۔ مثلاً جلن۔ خارش چشم۔ ککرے۔ جالا۔ پانی بہنا۔ پھولا۔ سُرخی۔ دھند۔ پڑبال وغیرہ کیلئے بھی بہت مفید ہے درحقیقت آپ نے اس ایجاد سے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ جو شخص بھی اس سرمہ کا استعمال کرے گا۔ وہ اس کی خوبیوں کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ براہ کرم بدیدن خط ہذا دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔

بہت پُرانے ککرے دُور ہو گئے

جناب ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر لاہور اپنے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء کے اشو میں لکھتے ہیں کہ میری دھرم پتنی (بیوی) کی آنکھوں میں بہت پُرانے ککرے تھے۔ میں نے آپ کا موتی سرمہ انہیں استعمال کرایا مجھے یہ لکھتے ہوئے بڑی خوشی ہے۔ کہ اس سرمہ سے انہیں بیحد فائدہ ہوا۔ اور ککرے دور ہو گئے اس منفعت بخش ایجاد کیلئے آپ کو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

عینک چھُوٹ گئی!

جناب چوہدری نند لال صاحب رئیس کمالیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے موتی سرمہ کا استعمال کیا۔ ککرے اور دیگر عوارض چشم کیلئے نہایت مفید پایا۔ اسکے متواتر استعمال سے بینائی میں نمایاں فائدہ ہُوا۔ اور میری عینک چھُوٹ گئی۔ میرے کئی دیگر دوستوں اور عزیزوں نے بھی اسکو استعمال کیا۔ اور بیحد فائدہ ہُوا۔ اس مفید ایجاد کیلئے تہ دل سے مبارکباد۔ براہ کرم دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں۔

بے حد فائدہ ہُوا

جناب گنگر کرشنا صاحب تحصیل کنانور (ملابار) سے لکھتے ہیں۔ کہ آپکے موتی سرمہ سے مجھے بیحد فائدہ ہوا۔ براہ مہربانی بہ خط ملتے ہی موتی سرمہ دو تولہ علیحدہ علیحدہ دو شیشیوں میں بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں!"

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب